رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی ۱۵ پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۴ — ایڈیٹر — نمبر

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے

بابت ماہ ستمبر ۱۹[illegible]ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ کی تقریب رخصتانہ

یہ خبر جماعت احمدیہ میں نہایت مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ جن کا نکاح حضور نے گذشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر میاں عبدالرحیم احمد صاحب ابن جناب مولوی علی احمد صاحب ایم ۔ اے بھاگلپوری کے ساتھ پڑھا تھا ان کی ۸ ماہ تبوک کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ۔ اس تقریب میں شمولیت کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہر طبقہ کے تین سَو کے قریب اصحاب کو مدعو فرمایا ۔ سیدہ ام طاہر احمد صاحبہ کی طرف سے بھی دو سَو کے قریب خواتین کے نام دعوتی کارڈ بھیجے گئے ۔ حاضرین کی مٹھائی اور لیمونیڈ سے تواضع کی گئی ۔ پچاس کے قریب مقامی ہندو اور سکھ اصحاب بھی مدعو تھے جن کے کھانے پینے کا انتظام علیحدہ تھا ۔ اکل و شرب کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجمع سمیت دُعا فرمائی ۔

ہم اس مبارک تقریب پر تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ نیز جناب مولوی علی احمد صاحب اور ان کے تمام خاندان کو بھی مبارکباد عرض کرتے ہیں ۔

پُرمسرّت تقاریب

۷ ماہ تبوک بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا نکاح پانچہزار روپیہ مہر پر جناب ملک عمر علی صاحب بی ۔ اے رئیس ملتان کے ساتھ پڑھا حضرت میر محمد اسحٰق صاحب چونکہ علالت طبع کیوجہ سے اس تقریب میں شریک نہ ہو سکے ۔ اسلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت میر صاحب کی درخواست پر اس نکاح کی منظوری کا اعلان فرمایا ۔ اسکے بعد حضور نے مولوی عبدالمنان صاحب عمر ایم ۔ اے خلف حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ بی ۔ اے بی ٹی ۔ بنت حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ساتھ پڑھا ۔

ہم ان مبارک تقریبات پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ۔ بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب ۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ۔ جناب پیر منظور محمد صاحب حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں صدق دل سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو نہ صرف اُن کیلئے اور ان کے خاندان کے تمام افراد کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے ۔ بلکہ احمدیت اور اسلام کے لئے بھی انکے نیک نتائج پیدا فرمائے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کی برکات

ہمارے ہادی و رہبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ میری امت میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور لوگوں کو پڑھائے۔ پھر فرمایا آدمی کی رُوح دنیاوی ملونیوں اور حرص و ہوا میں پھنس کر زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت اور موت کا خوف اس زنگ کو دُور کر دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مَیں تو دنیا سے جاتا ہوں۔ لیکن تم میں دو ناصح چھوڑ جاتا ہوں جن میں سے ایک بولنے والا ہے اور دُوسرا خاموش ہے۔ بولنے والا قرآن مجید ہے اور خاموش مُوت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنے ہادیؐ کے اس ارشاد پر عمل کیا؟ کیا قرآن شریف کی تلاوت سے ہماری تمام برائیاں زنگ کی طرح چھوٹ رہی ہیں۔ اور کیا قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنا ہم ضروری سمجھتی ہیں۔ آؤ! ذرا اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ اور سوچیں کہ ہماری کیا حالت ہے واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہزاروں ایسی عورتیں ہیں جو قران مجید سے بہت دُور پڑی ہوئی ہیں۔ اور ہزاروں ایسی ہیں جو قرآن مجید کو بالکل نہیں سمجھتیں۔ ایک دفعہ مجھے باہر جانے کا اتفاق ہوُا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ صبح اٹھکر مسلمانوں کے بچے بجائے الحمد للہ رب العالمین کہنے کے سی اے ٹی کیٹ" اور" آر اے ٹی ریٹ" کی گردان رٹ رہے ہیں۔ آپ لوگوں نے بھی ہزاروں مرتبہ ایسا دیکھا ہوگا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ جواب صاف ہے۔ جب والدین نے کبھی قرآن شریف کو اٹھا کر نہ دیکھا ہو تو بچوں کا کیا قصور۔ جن کی عادات والدین کی عادات کا عکس ہوتی ہیں۔

عزیز بہنو! کبھی آپ نے غور کیا۔ کہ ابتدائے اسلام میں کیوں مسلمان نیکیوں سے مالا مال تھے۔ کیوں وہ راہ چلتے مسافروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ کیوں ان کی ادنیٰ سی توجہ سے آتش کدوں کی آگ سرد ہوگئی۔ اور کیوں انکے ادنیٰ سے التفات سے بتوں کی پرستش کی بجائے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہونے لگا اس میں راز یہی ہے کہ وہ قرآن شریف سے غافل نہ تھے۔ وہ اس کی ہر روز تلاوت کرتے تھے۔ اس کے معانی پر تدبر کرتے تھے۔ اور اپنی پُوری کوشش سے اسپر عمل کرتے تھے۔ مگر آجکل یہ حالت نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس اعلیٰ اور افضل کلام کے مقابلہ میں کوئی اور کلام بھی ہو سکتا ہے۔ حاشا وکلا پھر کیسا غضب ہے کہ قرآن شریف کو اس عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا جس عزت کا یہ مستحق ہے۔ بلکہ بعض بہنیں تو قرآن شریف کی اتنی قدر بھی نہیں کرتیں جتنی کسی سہیلی کے خط کی کرتی ہیں۔ کسی کو سخت پیاس لگ رہی ہو۔ جون، جولائی کا مہینہ ہو۔ ٹھنڈے پانی کا کٹورا ہاتھ میں ہو۔ مگر پوسٹمین آکر اس کو کسی سہیلی کا خط دے دے تو وہ کٹورے کو زمین پر رکھکر پہلے خط کو پڑھے گی اور پانی بعد میں پئے گی۔ مگر افسوس کہ خدا تعالیٰ کے اس خط کیطرف جو اس نے قرآن شریف کی صورت میں نازل فرمایا۔ کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ یہ وہ مقدس کتاب ہے جسپر عمل کرنے سے

تمام رُوحانی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اہلِ عرب پر نظر ڈال کر دیکھ لو صرف اس پاک کلام پر عمل کرنے کی وجہ سے وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ اور کس طرح ان کی رُوحانیت میں ایک انقلاب عظیم بپا ہو گیا پس اگر آپ اپنی عاقبت کو سنوارنا چاہتی ہیں۔ اگر صحابہ کرام کی طرح دین و دنیا میں مظفر و منصور ہونا چاہتی ہیں تو اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قرآن شریف کی عزت کرو۔ اور اس کے احکام پر ہمیشہ عمل کرتی رہو۔ (نصیرہ نزہت بنت ماسٹر مولا بخش صاحب)

جماعتی ترقی عورتوں کے تعلیمیافتہ ہونے پر منحصر ہے

یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ کسی قوم یا ملک کی صحیح اصلاح اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک اس قوم کے لوگ زیور تعلیم سے آراستہ نہ ہو جائیں۔ ہر عقلمند انسان اس نظریہ سے متفق ہے۔ کہ قومی یا جماعتی ترقی اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب قوم کی خواتین جن کی گود میں نونہالوں نے پرورش پانی ہے۔ ترقی یافتہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں مَردوں کے دوش بدوش گامزن ہوں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ایک عورت علم سے ہی نیک بیٹی، نیک بیوی، اور نیک ماں بن سکتی ہے۔ وہ علم کے ذریعہ ہی اپنے فرائض منصبی کو سمجھ سکتی اور انہیں عمدگی کے ساتھ ادا کر سکتی ہے۔ اور علم کے ذریعہ ہی اپنے خویش و اقارب کو خوش رکھ سکتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش ہے کہ ہماری جماعت کی مستورات دینی تعلیم سے پُوری طرح آگاہ ہوں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ۔ کہ ہر انسان پر خواہ وہ مَرد ہو یا عورت علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے۔ کہ خواہ حصولِ علم کے لئے انسان کو چین جانا پڑے۔ تب بھی وہ چلا جائے۔ یعنی ترکِ وطن کا بھی کچھ خیال نہ کرے اور علم حاصل کرنے کے لئے دُور دراز ملکوں میں بھی جانا پڑے تو بخوشی چلا جائے۔

پس مذہب اسلام نے عورتوں اور مَردوں دونوں کو برابر تعلیم پانے کا حکم دیا ہے۔ اسی حکم کے زیر اثر قرونِ اُولیٰ کی خواتین نے نہایت اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یہاں تک کہ اس زمانہ کے مَرد اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مشکل مسائل حل کرواتے۔ اور خلفائے کرام سیاست کے کاموں میں اُن سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ خواتین کی معاشرتی اصلاح کیلئے ہمیشہ پند و نصائح پر مشتمل وعظ فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت خنساءؓ ایسی مشہور شاعرہ تھیں کہ اس زمانہ میں کوئی مرد ان کی برابری کا دم نہ مار سکتا تھا۔ رابعہ بصریہ علامۂ وقت تھیں۔ لیاقت میں کوئی مَرد ان کے برابر نہ تھا۔ خلیفہ ہارون رشید کی بہن عباسیہ اس قدر لائق تھیں۔ کہ تمام سیاسی اُمور میں وہ ان سے رائے لیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں مغلیہ خاندان کی نامور شہزادیاں بھی اپنی مثال آپ تھیں۔ مثلاً زیب النساء اپنے باپ اورنگ زیب عالمگیر کو اور جہاں آراء اپنے باپ شاہجہاں کو ملکی و سیاسی اُمور میں بھائیوں سے بڑھ کر عمدہ رائے دیا کرتی تھیں۔ اسی طرح چاند بی بی مشہور جنگجو اور شہسوار گذری ہے۔ یہ تمام مثالیں ایسی ہیں جو عمدہ تعلیم کا نتیجہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ عرصہ سے اَن پڑھوں کو تعلیم دلانے کا سلسلہ شروع کیا ہؤا ہے۔ جو نہایت عمدگی سے جاری ہے۔ بہت سی مستورات جن کو آج سے ایک سال قبل الف، بے کی پہچان تک نہ تھی۔ آج وہ صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں اخبار ہاتھوں میں لئے اس کو پڑھنے میں کوشاں نظر آتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ ہم پہلے اندھوں کی طرح تھیں۔ مگر اب محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں بھی بینائی حاصل ہو گئی ہے۔ لیکن یہیں تک تعلیم حاصل کرنا کافی نہیں۔ خدا تعالےٰ نے ہمارے لئے مدارس کا انتظام فرمایا ہؤا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان کو مزید تعلیم دلائیں۔ کیونکہ وہ ابھی اس مقام تک نہیں پہنچیں جس مقام تک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم پوری پوری جد و جہد سے کام لیں۔ اور ایک ایک لمحہ کو قیمتی سمجھتے ہوئے اپنے تعلیمی دائرہ کو وسیع کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ کیونکہ قوم کی زندگی مستورات کی ترقی پر منحصر ہوتی ہے۔ ہماری مستورات تعلیم کے بغیر کبھی ترقی نہیں کر سکیں گی۔ نہ خدا اور اس کے رسول کے بارے میں کچھ پہچان سکیں گی۔ اور نہ ہی اپنے نامور سلف صالحین کے نقش قدم پر چل سکیں گی۔

پس ضروری ہے کہ ہم بغیر کسی قسم کا انتظار کئے اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ تاکہ کوئی احمدی عورت ناخواندہ نہ رہے۔

(امۃ السلام قادیان)

تبلیغِ احمدیت کے ذرائع

احمدی خواتین کو چاہیئے کہ وہ تبلیغ میں ضرور حصہ لیں جس کا طریق یہ ہے کہ (۱) خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام پر پوری طرح عمل کر کے ایک نمونہ قائم کریں۔ اور لوگوں کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا چیز ہے۔ تاکہ دیکھنے والے اس امر کو محسوس کریں کہ احمدی مرد اور عورتیں بلحاظ رُوحانیت اور اخلاق دوسرے لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اکثر لوگوں کے لئے صرف کسی احمدی کا حسنِ اخلاق اور نیک ہونا ہی احمدیت میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ بنجاتا ہے۔ پس احمدی عورتوں کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ وہ اپنے حسنِ اخلاق کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ دوسری خواتین ان کی گرویدہ ہو جائیں۔ اور انہیں اقرار کرنا پڑے کہ احمدی عورتیں خدا کی عبادت کرنے میں مخلوق پر شفقت کرنے میں، درگذر اور معاف کرنے میں، فیاضی میں، کسی کا گلہ نہ کرنے میں، کسی کا حق نہ مارنے میں، سچ بولنے میں، صلح کرانے میں، کسی کی چشم پوشی کرنے میں، اور بڑوں کا ادب اور تعظیم کرنے میں غیر احمدی خواتین سے سبقت لے چکی ہیں۔

(۲) عورتیں اپنے مالوں میں سے تبلیغی ضرورتوں کیواسطے روپیہ جمع کیا کریں۔ اور ماہوار چندوں میں باقاعدگی سے حصہ لیں۔ اور اس امر کی نگرانی کریں کہ احمدی عورتوں میں سے کون چندہ نہیں دیتی۔ پھر جو عورتیں چندہ دینے میں سست ہوں۔ انہیں سمجھائیں اور چندہ دینے کی تحریک کریں۔ یہ کام بجائے خود ایک بہت بڑی تبلیغ ہے۔

(۳) بعض معزز مرد ایسے ہیں کہ وہ بہت مخلص ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر ان کی بیویاں سلسلہ میں داخل نہیں۔ اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے زیر اثر احمدیت سے متنفر ہیں۔ احمدی خواتین کو چاہیئے کہ وہ ان عورتوں کو خوب تبلیغ کریں۔ اور ان کو احمدیت کا نمونہ دکھائیں۔ تاکہ وہ بھی احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ بیشک یہ ایک مشکل کام ہے۔ لیکن اگر انسان ہمت کرے۔ تو خدا تعالےٰ تمام مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ذرائع ہیں جن سے عورتیں تبلیغی کاموں میں ممتاز حصہ لے سکتی ہیں۔ لیکن سردست مَیں انہی کے بیان کرنے پر اکتفا کرتی ہوں۔ اور خدا تعالیٰ سے دُعا کرتی ہوں کہ وہ احمدی خواتین کو دینی خدمات سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ (عزیزہ اختر بنت ملک عزیز احمد صاحب)

ہوا خوری کی عادت

صحت انسانی کو قائم رکھنے کے لئے جیسے غذا کی ضرورت ہے ویسے ہی ہوا خوری اور ورزش ضروری اور لازمی چیز ہیں۔ صوفیا کرام نے لکھا ہے کہ رُوح سوار اور جسم مرکب ہے۔ اگر گھوڑا صحیح وسالم مضبوط وچست وچالاک ہوگا۔ تو سوار کو منزل مقصود تک لے پہنچے گا۔ اس میں شبہ نہیں کہ تندرست انسان ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہٗ ادا کر سکتا ہے۔ بلکہ ڈاکٹروں نے تو یہاں تک تجربۃً معلوم کیا ہے کہ بہت سی اخلاقی بیماریوں کا جسمانی کمزوریوں سے گہرا تعلق ہے۔ جب مَیں صحابیات کے حالات پڑھتی ہوں تو مجھے بڑا ہی تعجب آتا ہے کہ ان میں کس قدر دلیری، جرأت اور بلند ہمتی تھی۔ وہ پا پیادہ سفر کرتی تھیں۔ جنگ کے خطرناک اوقات میں جبکہ اور لشکر میسر نہ آ سکتا تھا۔ مردوں کا ہاتھ بٹاتیں۔ اور ان کے ساتھ فتح میں شریک ہوتیں۔ نیزے اور تلواروں کے ایسے ایسے جوہر دکھاتیں کہ کئی بہادروں کو بھی مات کر دیتیں۔ اُم عمارہ، اُم رمان اور خولہ کے کارنامے اب بھی قوم کے دلوں میں جوش پیدا کر دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اہلِ عرب ضرور فنونِ جنگ سے واقف کرتے ہوں گے۔ تبھی وہ اڑے وقت میں اپنے بھائیوں اور خاوندوں کی امداد پر کمر بستہ ہو جاتی تھیں۔ چونکہ وہ زندہ قوم کی زندہ خواتین تھیں۔ اور مغلیہ خاندان کی بیگمات کی طرح جنہوں نے توپوں کی آوازوں کے خدشہ سے قلعہ تسخیر کروا دیا۔ اور اپنی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ بزدل اور ڈرپوک نہ تھیں۔ بلکہ اپنی مذہبی غیرت اور عفت وعصمت کی وہ مردوں کی طرح تیروں، تلواروں اور نیزوں سے حفاظت کر سکتی تھیں۔ اس لئے وہ مَیدانِ جنگ میں کسی قسم کے خوف کے بغیر چلی جاتی تھیں۔ مگر ہمارا یہ حال ہے کہ جو ہم میں سے صاحبِ اقتدار ہو جاتی ہیں۔ وہ گھر کا کام کاج کرنا عار سمجھتی ہیں۔ اور وہ فاطمۃ الزہراء کے اُسوۂ حسنہ پر نظر نہیں ڈالتیں۔ جو باوجود کثرت مشغولیت کے چکی پیستیں، کپڑے سیتیں، کھانا پکاتیں اور ساتھ ہی بچوں کی غور و پرداخت بھی کرتیں۔ بلکہ کئی کئی دن پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہ ہوتا مگر وہ اپنے کاموں کی سرانجام دہی سے ہرگز نہ اکتاتیں۔ لیکن آجکل یہ حالت ہے کہ جب امارت اور فیشن کا بھوت ہمارے سروں پر سوار ہو جاتا ہے تو کپڑے اور فیشن وغیرہ کی دھن لگ جاتی ہے۔ گھر کے کام کاج کو استعفا دے کر چارپائی کی قیدی بن جاتی ہیں۔ بعض اوقات یہ کاہلی سُستی اور تازہ ہوا سے محرومی انہیں اس قدر بھاری بھرکم کر دیتی ہے کہ اُن کے لئے اپنے جسم کا بوجھ اٹھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ پلنگ اور چوکیاں ان کے بارگراں کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اور بے اختیار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھینچنے لگتی ہیں۔ زیادہ بیٹھنے اور نہ چلنے پھرنے سے ان کی پنڈلیوں کی رگیں موٹی ہو جاتی ہیں۔ پتہ غلیظ ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر دس قدم چلنا بھی ان کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ جب ایام غدر میں مستورات پر مصیبت آئی تو امیرزادیوں نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائیں اور کھیرے ککڑی کی طرح کاٹی گئیں۔

پیاری بہنو! مولانا حالی فرماتے ہیں ؎

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے
جہانتک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے
کہ ہیں عارضی اور کمزور سارے
اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سدا اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو

ذرا عیسائی مشنری عورتوں کو دیکھو۔ ریگستانوں اور بیابانوں میں میلوں میل سفر طے کرتی ہیں۔ کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر بلا تکان چڑھتی ہیں۔ اور اپنے فرض تبلیغ کو جوانمردی اور بہادری سے ادا کرتی ہیں۔ کس لئے؟ اس لئے کہ ان کی صحت ورزش اور ہوا خوری کے سبب نہایت اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ محنت اور ورزش کر کے اپنی صحت کو بحال رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسی بات نے ان میں علوہمتی اور استقلال پیدا کر دیا ہے۔ جب ہم اپنی صحت کو قائم رکھنے کی طرف توجہ نہ کریں گی تو اپنے مذہب اور قوم کی کیا خدمت کر سکیں گی۔ پھر یہ اثر اپنے تک ہی محدود نہیں رہیگا۔ بلکہ آیندہ نسلیں بھی کمزور، بزدل اور اس زہریلے اثر سے متاثر ہوں گی۔ ہماری ہمسایہ قوم جس طرح تعلیم و تربیت میں گوئے سبقت لے گئی ہے۔ اسی طرح اس نے اپنی مستورات کی ورزش کے سامان بھی عمدہ فراہم کر لئے ہیں۔ مانا کہ ہمارے لئے ہر جگہ ٹینس اور بیڈمنٹن کا سامان میسر نہیں ہو سکتا۔ مگر دودھ بلونا، آٹا گوندھنا، دودھ دوہنا، کپڑے سینا، بچوں کے کپڑے دھونا۔ اگر ان کاموں کو اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیں تو اور ورزشوں سے کم نہیں۔ تازہ ہوا کے لئے علی الصبح دو میل ہوا خوری کوئی مشکل امر نہیں۔ تازہ ہوا لاکھوں بیماریوں کی ایک دوا ہے۔ پودوں کے لئے جیسا کہ صاف پانی کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ہستی کے پودے کو ترو تازہ رکھنے کے لئے تازہ ہوا درکار ہے۔ جب علی الصبح ہوا خوری کو جائیں۔ تو مختلف طیور راگ الاپتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔ بادِ صبا بھی اپنے ہلکے ہلکے جھونکوں سے ان کی ہمنوا بنجاتی ہے۔ گویا سب پرند صبح کی تازہ ہوا سے متمتع ہو کر اپنے مالک حقیقی کی سچے دل سے تسبیح و تقدیس کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر غافل کون پڑا ہوتا ہے۔ حضرت انسان جس کے واسطے یہ سب کارخانہ اس وراء الوراء ہستی نے بنایا ہے۔ اور بعض اوقات تو یہ نیند کا متوالا صبح کی نماز بھی گنوا دیتا ہے۔ پس صحت کی قدر کرنے والی بہنو! ہوا خوری کو ایسا ہی ضروری سمجھو جیسے بھوک کے لئے کھانا، اور پیاس کے لئے پینا ضروری ہے۔ اگر باقاعدہ ہوا خوری کا انتظام کیا جائے تو انسان کئی قسم کی بیماریوں سے نجات پا سکتا ہے۔

(سیدہ بشریٰ بیگم دینیات درجہ ثانیہ)

درخواست دعاء

میری آپا عزیزہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب یحییٰ عرصہ ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ بہنیں ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(نصیرہ نزہت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خط لکھنا

آج فلاں کو خط لکھنا ہے۔ یہ خیال آتے ہی بعض لوگ کاغذ پر گھسیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ صفحہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو دراصل کیا لکھنا تھا۔ اور وہ لکھ کیا رہے ہیں۔ جو نقطے اُوپر لگانا چاہیئے۔ ان کو نیچے۔ اور جو حرف کے نیچے لگانا چاہیئے۔ ان کو لفظ کے آخر میں رکھ دیتے ہیں۔ جملے بے ربط۔ مطلب خبط۔

خط لکھنا بھی ایک فن ہے۔ اس میں باریک نکات ہیں۔ کہتے ہیں کہ خط لکھنے سے آدھی مُلاقات ہو جاتی ہے۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے۔

لوگ آجکل مرزا غالب کی طرز پر خط لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی معمولی باتوں کو بے ترتیبی سے لکھنے اور ان کو جا بجا دُہرانے سے خط دلچسپ نہیں ہوتا۔ بلکہ الفاظ کا ایک گورکھ دھندا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی بات کو بار بار پڑھنے یا سُننے سے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ بقول سعدی رح ؎

سخن گرچہ دلبند و شیریں بود | سزا دارِ تصدیق و تحسین بود
چو بارے بگفتی مگو باز پس | کہ حلوہ چو یک بار خوردند بس

خط لکھتے وقت، کاغذ، لکھائی، صفائی۔ اور القاب (جو کہ اگر کسی خاص بزرگ کے لئے نہ ہوں تو مختصر ہونے چاہئیں) وغیرہ کا خیال رکھنے کے علاوہ تمام وقت دماغ میں یہ خیال رہے۔ کہ جس کو خط لکھا جا رہا ہے، وہ کس مزاج اور کیسی طبیعت کا انسان ہے۔ اور اس کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے

خط اس طرح سے شروع کرنا چاہیئے کہ پڑھنے والے کی طبیعت فوراً آپ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور پہلا جملہ خود بخود آگے خط پڑھنے کا شوق پیدا کرے۔ جو بات بھی خط میں لکھی جائے وہ مکتوب الیہ کے مزاج کے موافق ہو۔ تاکہ آپ کا خط آپ کے رشتہ داروں اور سہیلیوں کو ہمیشہ اپنا منتظر رکھے۔

چونکہ تحریر اور تقریر میں فرق ہے۔ اس وجہ سے خط میں ہر ایک بات صاف اور کھلے طور پر تحریر کرنا چاہیئے۔ اگر خط کا مضمون واضح ہو تو انسان بہت سی الجھنوں سے بچ جاتا ہے۔ اکثر زبان سے کہی ہوئی بات انسان کو بُری نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بالمشافہ ایک دوسرے کا مطلب سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے لیکن خط میں بہت سے لوگ اپنا مطلب اچھی طرح نہیں سمجھا سکتے۔ یا پڑھنے والا سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ لہذا اس طرح سے آپس میں غلط فہمی ہو جاتی ہے۔ اور دلوں پر زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات کوئی کام ہی کی بات ہوتی ہے لیکن اس بھونڈے پن سے لکھی ہوتی ہے کہ پڑھنے والا اس کا اصلی مطلب سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ اور ضروری سے ضروری کام کا حرج ہو جاتا ہے۔

بدخط اور گندہ خط خواہ کسی کا ہو۔ پڑھ کر طبیعت منغّص ہو جاتی ہے۔ جب خط ایسا ہو۔ کہ دو منٹ دماغ مارنے کے بعد ایک لفظ سمجھ میں آئے۔ تو ایسا خط پڑھ کر دل کو کیا فرحت ہو گی؟

جو شخص مستقل مزاج نہیں ہوتا۔ اس کے خط سے بے ترتیبی اور گڑبڑی ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دوبارہ خط پڑھنے کی تاب نہیں ہوتی۔ تاکہ جو الفاظ انہوں نے جا بجا چھوڑ دیئے ہیں۔ اور جو جملے اُلٹے پلٹے لکھ دیئے ہیں۔ ان کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹھیک کرلیں۔

جو لوگ انسانی نیچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور علم ادب کا صحیح مذاق رکھتے ہیں۔ ان کی نظر میں ایسا خط ایک ردّی کاغذ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

سہیلیوں اور بہنوں کو کافی عرصہ کے بعد خط لکھنے سے اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ بہت قدر کی نگاہ سے پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے۔ اس کی بہت قدر ہوتی ہے۔ اور جو چیز آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اسکی قدر بہت کم ہوتی ہے۔

اگر ہر ہفتہ یا اس سے بھی جلدی خط لکھا جائے۔ تو بیشک آپ کو تازہ بتازہ، نو بنو مضامین تو میسر نہ آئیں گے۔ لیکن آپ کو اپنی دُور افتادہ سہیلیوں اور رشتہ داروں کی خیریت تو معلوم ہو جایا کرے گی۔ ایک دُوسرے سے بے خبر ہو کر بیٹھ رہنا بھی شرطِ دوستی کے خلاف ہے۔ والدین کو اپنی خیریت سے کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور مطلع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اپنے بچوں کے خطوط کے ہر وقت منتظر رہتے ہیں۔

قصہ مختصر ہر ایک خط نہایت سوچ سمجھ کر اور ذرا دلچسپ لکھنا چاہیئے۔

(شاگرہ خاتون بنت صوبیدار لعل محمد صاحب دار البرکات قادیان)

دُعائے نعم البدل

میرا خالہ زاد بھائی ۲۸ اگست ۱۹۴۰ء بروز جمعرات بعمر ۹ ماہ چند روز بیمار رہ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جاملا۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ اس صدمہ سے ہم پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو صبرِ جمیل عطا فرما کر اس کا نعم البدل بخشے۔ (سکینہ زہرہ)

شادی کی ذمّہ واریاں

افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں شادی کی ذمہ واریوں کا پوری طرح خیال نہیں رکھا جاتا۔ والدین کا یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ اچھی ذات اور مال و دولت ہو۔ لڑکا لڑکی چاہے جاہل، بدمزاج اور عادات میں خواہ زمین و آسمان کا فرق ہو۔ اس کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ اب نئی روشنی کے زیرِ اثر بعض لوگ لڑکے کے حالات بیشک معلوم کرتے ہیں۔ مگر وہی معمولی باتیں یعنی لڑکے کی تعلیم کیا ہے۔ ملازمت ہے یا نہیں۔ عمر کتنی ہے۔ صُورت شکل کیسی ہے۔ مکان یا جائیداد ہے یا نہیں۔

مگر مزاج و عادات کی کچھ فکر نہیں کی جاتی۔ اور نہ یہ سوچا جاتا ہے۔ کہ لڑکے کی عادات کیسی ہیں۔ اور اس کے رشتہ دار کیسے ہیں۔

پیاری بہنو! اگر مزاج و عادات یکساں نہ ہوں اور اسکی تحقیق نہ کی جائے۔ تو یہی شادی جس کو خانہ آبادی کہا جاتا ہے۔ خانہ بربادی کا باعث بن سکتی ہے۔ اسی طرح فریقین کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ کسی میں کوئی نقص تو نہیں۔ ممکن ہے ان میں سے کوئی شادی کے قابل نہ ہو۔ یا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔ بہر حال کبھی بھی مال و دولت، جاہ و حشمت صورت و شکل اور جائیداد وغیرہ پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ درخواست کنندہ اور اس کے کل خاندان کے اخلاق اور مزاج و عادات سے جبتک پورا پورا اطمینان نہ ہو جائے۔ اُسوقت تک ہرگز رشتہ نہیں کرنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی چاہے غریب ہو۔ مگر عادات اور مزاج یکساں ہوں۔ تو وہ شادی یقیناً برکت کا موجب ہوگی لیکن اگر یہ بات نہیں تو شادی کبھی اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرسکتی۔ ([illegible] قادیان)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

۲۹ جولائی کے پرچہ الفاروق (کامٹی) میں ایک مضمون زیر عنوان "ترک احمدیت" ایک نومسلمہ انگریز خاتون کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ جو رسالہ "اشاعت اسلام" سے ماخوذ ہے۔ اس میں جو امر زیر بحث لایا گیا ہے۔ وہ ختمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ختمیت رسول اللہؐ یا خاتم الانبیاءؐ یا خاتم النبیینؐ کے معنی کیا ہیں۔

پہلے مَیں اس بات کو واضح کر دینا ضروری خیال کرتی ہوں کہ ہم احمدی اور غیر احمدی دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدق دل اور سچے عقیدہ سے "خاتم النبیینؐ" مانتے ہیں۔ اور اس پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ لیکن اس کے معنوں میں اختلاف ہے۔ غیر احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ "خاتم النبیینؐ" سے مراد نبوت کا ختم ہو جانا ہے۔ جس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ قطعی طور پر بند ہو گیا۔ اور اب یہ رُوحانی نعمت اُمّتِ محمدیہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی البتہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تشریف لائینگے جو دین کی اشاعت کریں گے۔ اور اُمّتِ محمدیہ کی فلاح و بہبود اور اصلاح فرمائیں گے۔ مگر یہ عقیدہ رکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کی سخت توہین ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہم احمدی "خاتم النبیینؐ" کے یہ معنی کرتے ہیں کہ آپؐ سب نبیوں کی مہر ہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں خاتم کے معنی مہر اور انگوٹھی کے ہیں

اس کے علاوہ یہ لفظ کمال کے معنوں میں بھی عربی زبان میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا آپؐ کو تمام نبیوں کا خاتم مندرجہ ذیل مشابہتوں کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے۔

زینت

جب کوئی شخص انگوٹھی پہنتا ہے تو وہ انگوٹھی اپنے پہننے والے کے لئے باعثِ زیب و زینت ہوتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام نبیوں کے لئے باعثِ زینت ہیں۔

دُوسری مثال اس کی یُوں بھی دی جا سکتی ہے کہ کسی خاندان میں اس کے افراد میں سے ایک سب سے بڑا اور بزرگ آدمی ہے اور وہ اس خاندان کا سردار مانا جاتا ہے۔ اور خاندان کے سارے افراد اس کے وجود پر ناز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارے خاندان کی زینت اور رونق صرف انہیں کے سبب سے ہے۔ پس جس طرح وہ بڑا اور بزرگ آدمی اپنے خاندان کے لئے باعثِ زینت ہوتا ہے۔ اسی طرح رُوئے زمین کے تمام انبیاء و مرسلین کے لئے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک باعثِ عزّت اور زینت ہے۔ اور انبیاءؑ کا مقدس گروہ آپؐ پر بجا طور سے ناز و فخر کرتا ہے۔ یہ معنی تفسیر فتح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۸۶ پر مذکور ہیں۔

احاطہ

جس طرح انگوٹھی انگلی کے چاروں اطراف کو گھیرے ہُوئے رہتی ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تمام نبیوں کو گھیرا ہُوا ہے۔ یا احاطہ کیا ہُوا ہے۔ یعنی جس قدر خوبیاں دوسرے انبیاءؑ و مرسلینؑ میں فرداً فرداً پائی جاتی ہیں۔ وہ سب مجموعی طور پر آپؐ کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور آپؐ سب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زیادہ جامع جمیع کمالات ہیں اور افضل و برتر ہیں۔ اِنہی معنوں میں حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم کا لفظ اپنے قول "بِكَ تُخْتَمُ الوِلَايَة" (فتوح الغیب مقالہ ۴) میں استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ پھر تو سلوک کے منازل طے کرتے کرتے ایسے اعلیٰ اور ارفع مقام پر پہنچ جائیگا۔ جہاں تجھ پر ولایت ختم ہو جائے گی۔ یعنی تو بہت بڑا ولی بن جائیگا۔ اور انہی معنوں میں یہ لفظ اردو اور فارسی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ چنانچہ فارسی زبان کا مشہور شاعر انوری غیاث الدین بادشاہ کی تعریف کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ؎

مادرِ گیتی نزادہ زیر چرخ چنبری
پادشاہے چوں غیاث الدین گدا چوں انوری
بر تو سلطانیست ختم و بر من مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علیؓ بر مصطفےٰؐ پیغمبری

کہ جس طرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت اور حضرت علیؓ پر شجاعت ختم ہے۔ اسی طرح غیاث الدین بادشاہ پر بادشاہی اور مجھ پر شاعری ختم ہے۔

تصدیق

قرآن پاک میں خاتَم کا لفظ تا کی زبر سے لکھا ہے۔ جس کے معنی مُہر کے ہیں۔ اور مُہر اسی وقت لگائی جاتی ہے۔ جس وقت ہم کو کسی بات کی تصدیق کرنی منظور ہو۔ چنانچہ اس لحاظ سے اگر ہم "خاتم الانبیاء" کے معنے کریں۔ تو یہ ہوں گے کہ "سب نبیوں کے مصدق"۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے مصدق ہیں۔ اور اس وقت تک کسی نبی یا مامور کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک کہ آپؐ کی مہرِ تصدیق اس کے ساتھ نہ ہو۔ چنانچہ مولوی آلِ حسن صاحب نے اپنی کتاب استفسار

بر حاشیہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷۹ میں لکھا ہے۔ کہ "انبیائے بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیینؐ کے اور کوئی سبیل باقی نہیں رہی۔ اور اب کوئی رُوحانی فیض بجز متابعت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتا۔" اور بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے نہ ہوتا۔ اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے۔ تو پھر بھی میں کبھی شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

غرض جو معنے ہم نے کئے ہیں۔ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال اور آپؐ کا سردارِ دوجہان ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ آپؐ افضل الانبیاء ہیں۔ اور جس قسم کی نبوت کو ہم آپؐ کے بعد جاری مانتے ہیں۔ وہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے ہی مل سکتی ہے۔ اور اسی کو مل سکتی ہے جو اُمّتی ہو۔ غیر مذاہب والے جب تک اسلام میں داخل نہ ہوں گے۔ وحی کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ ان معنوں کے لحاظ سے کسی ولی اور کسی مسلّم عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے آنے سے انکار نہیں کیا۔ خود حضرت عائشہ صدیقہؓ جن کا مرتبہ و درجہ کسی اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے۔ اور آپکو قرآن و احادیث کے سمجھنے میں یدطولیٰ حاصل ہے فرماتی ہیں:۔ "قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ" (در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ و تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ تو کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد نبی نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکے اس قول سے ظاہر ہے کہ "خاتم النبیینؐ" اور "لا نبی بعدی" کے جو معنے لوگوں نے سمجھے ہیں یا کئے ہیں وہ غلط ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہُ روحی) سے پہلے نبوت کی دو قسمیں جاری تھیں۔ ایک مستقل حقیقی جس کے ساتھ شریعت ہوتی تھی۔ اور دوسری مستقل غیر حقیقی جس کے ساتھ کوئی شریعت نہیں ہوتی تھی۔ مگر خواہ شریعت والی نبوت ہو خواہ بغیر شریعت کے دونوں ہی بغیر وسیلہ کسی نبی سابق کے براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی تھی۔ اور ان دونوں کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ نہ تو آپؐ کے بعد کوئی صاحبِ شریعت نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی غیر تشریعی نبی جو مستقل ہو۔ کیونکہ ان دونوں قسموں کے نبیوں کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیینؐ ہونے کے خلاف ہے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ان دونوں نبوتوں میں سے کسی قسم کی نبوت کا نہیں۔ بلکہ آپؑ کا دعویٰ نبوت ظلّیہ کا ہے یعنی ایسی نبوت کا جو نہ تو شریعت والی ہے جیسی کہ حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہُ ابی وامی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بعض اور انبیاءؑ کی تھی۔ اور نہ ایسی نبوت کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بیشمار غیر تشریعی نبیوں کو براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی تھی جس کے عطا ہونے میں کسی اور نبی کے وسیلہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ حضرت اقدس علیہ السلام کا دعویٰ ایسی نبوت کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و طفیل سے ملی۔ اور آپؐ سے پہلے یہ نبوت کسی کو نہیں ملی۔ کیونکہ آپؐ سے پہلے آپؐ کی طرح عظیم الشان نبی کوئی نہیں آیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ درجہ و رتبہ کسی اور نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ کہ اس کے وسیلہ سے نبوت کسی کو ملے۔ یہ رتبہ عالیہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو عطا ہوا تھا۔ کہ آپؐ کا ایک کامل اُمتی آپؐ کی متابعت و غلامی میں آپؐ کے وسیلہ و طفیل سے نبوت ظلّیہ کا درجہ پا سکتا ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ایسی ہی نبوت کا تھا۔ جو ظلّی اور غیر تشریعی ہے۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی کامل متابعت اور آپؐ کے کامل فیض سے مل سکتی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔ "قرآن کریم کی شریعت ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور اس کا فیض بھی ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔ اس حکیم کتاب کا ایک شوشہ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔" اسکے علاوہ حضرت اقدس علیہ السلام کے کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "خاتم النبیینؐ" ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ جیسا کہ ذیل کے شعر سے ظاہر ہے ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیںؐ

پس جس قسم کی نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم مانتے ہیں۔ اس قسم کی نبوت کا اُمّت محمدیہ میں پایا جانا قرآن کریم اور احادیث اور صحابہؓ اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُمّتِ محمدیہ کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔ غرض ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے جلیل المرتبت نبی ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا روحانی انعام ایسا نہیں ہے جو پہلے کسی انسان پر ہوا ہو۔ اور آپؐ کی اُمّت میں آپؐ کی پیروی کی برکت سے نہ مل سکتا ہو۔ لیکن جو مفہوم خاتم النبیینؐ کا غیر احمدی مسلمان پیش کرتے ہیں اس سے موہوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکبّر سے بچو

تکبر انسان کی رُوحانیت کے لئے ایک ایسا خطرناک اور موذی مرض ہے جس کے پنجہ میں گرفتار ہو کر انسان اپنی عاقبت کھو بیٹھتا ہے۔ اور اپنے دل کے تخت سے اللہ تعالیٰ کو اتار کر اپنے نفس کو بٹھا دیتا ہے۔ قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ متکبر انسان بہت سی نیکیوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور وہ تقویٰ کے اعلیٰ مدارج حاصل نہیں کر سکتا۔ شیطان کا سب سے بڑا گناہ تکبّر ہی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ دھتکارا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس نے کبر و غرور دکھلایا اور سجدہ سے انکار کر دیا۔ جس کی پاداش میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین۔ تکبر کے پیدا ہونے کی کئی وجوہ ہیں اور شیطان مختلف شکلوں میں تکبر کے زہر کی پچکاریاں انسانی عروق میں داخل کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ زہر انسان کی رُوحانیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور انسان رُوحانی موت مر جاتا ہے۔

حسب و نسب پر فخر

وہ لوگ جو کسی اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو شیطان ان کے خاندان کی رفعتیں دکھلا کر پھسلاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ دیکھ اپنے خاندان کی عظمت پھر تیری انکساری، ہر کہ و مہ سے میٹھی زبان، اور اس منکسر المزاجی کے کیا معنی! تو اپنی حیثیت کیوں گراتا ہے۔ افلاک کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں کو کیا نسبت! شیطان کی چکنی چپڑی باتیں سنکر انسان کا دل اس کے دام تزویر میں پھنس جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ اس دن سے اس کے دل میں تکبر کا بیج بویا جاتا ہے۔ اور تکبر کی باقاعدہ کاشت شروع ہو جاتی ہے۔ اور یہ ارضی کیڑا کہتا ہے۔ کہ اگر میرا بس چلے۔ تو آسمان کے تارے توڑ لاؤں۔ ایسا انسان انسانی جامہ کے نیچے شیطانی چوغہ پہن لیتا ہے۔ وہ اپنے خاندان کے متعلق مبالغہ ارائیاں کرتا ہے۔ اور چشم زدن میں زمین و آسمان کے قلابے ملا کر دکھلا دیتا ہے۔ وہ چلتا ہے تو اکڑ اکڑ کر۔ گویا زمین پر پاؤں ہی نہیں رکھتا۔ عموماً عورتوں کو ان باتوں کا اتنا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے سے نچلی ذات اور غریب خاندان سے تعلق رکھنے والی عورت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو اپنے برتن میں پانی دینا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تمش فی الارض مرحا انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا۔ كل ذالك كان سيئة عنه ربك مكروها

یعنی تو زمین پر اترا کے مت چل تو زمین کو پھاڑ نہیں سکے گا۔ اور پہاڑ کے برابر تو اونچا نہ ہو سکے گا۔ پھر تکبر کا تجھے کیا فائدہ۔ پھر فرمایا اِنَّہٗ لا یحبُّ المتکبّرین۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور متکبر انسان کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے رحمت کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کو مساوات پسند ہے۔ نہ کہ ایک دوسرے کو بڑا یا چھوٹا سمجھنا۔ پس بڑا وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور بڑا ہے۔ اور شریعت اسلامی پر کاربند ہے۔ ایسا انسان ہی اپنے مولا کی گود میں ہے۔ اور اس کی محبت کے خزانوں سے مالا مال۔

غرض انسان کی رُوحانی زندگی کا تمام دارومدار نیکی اور تقویٰ پر ہے۔ اگر ایک شخص متقی ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ خواہ اس کا نسب کیسا ہی ہو۔ پس ہم جو قرآن کریم کی اتباع کا دم بھرتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ تکبّر کی جڑ کو اپنے دل کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زمین سے اکھاڑ پھینکیں۔ اور تکبر کی باریک سے باریک رگ کو بھی قطع کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ اس کو جنت میں ہرگز جگہ نہ ملیگی۔ پس آؤ ہم تقویٰ کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اور تکبر کی باریک اور غیر مرئی جڑوں کو کاٹ دیں۔

مال و دولت پر فخر

پھر بعض لوگوں کی کثرت اموال کے باعث گردن اکڑ جاتی ہے اور ان میں تکبر اور غرور پیدا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مال ایک فانی چیز ہے جو بسا اوقات دیکھتے ہی دیکھتے چوروں اور ڈاکوؤں کی نذر ہو جاتا ہے کیا دولت ڈھلتی ہوئی چھاؤں کے مانند نہیں ہے؟ اگر آج ہم ایک کے پاس دیکھتے ہیں تو کل دوسرے کے پاس ہوگی۔ خدا کے ہاتھ میں ہی گھٹانے اور بڑھانے کی کلید ہے۔ جسے چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو

جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کرکے خوار

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک لطیف تمثیل بیان فرماتا ہے۔ دو شخص ہیں۔ ایک مومن اور دوسرا کافر۔ کافر مومن کو کہتا ہے کہ دیکھ میرا مال تجھ سے زیادہ اور میرا جتھا نہایت مضبوط ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ میری یہ جنت ارضی کبھی برباد نہ ہوگی۔ اول تو مجھے یقین ہے کہ قیامت آئے گی ہی نہیں۔ اور اگر آ بھی گئی تو میں اپنے رب کے حضور بڑی اچھی جگہ پاؤں گا۔ مومن نے یہ سب کچھ سنا اور کہا۔ میں یقین اور بصیرت سے اس بات پر قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ مال و دولت فانی ہیں۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کے شریک کیونکر ٹھہریں۔ تیرا تو یہ حال ہے کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوتا ہے۔ تو تو یہ نہیں کہتا۔ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ کہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ سب قوت اسی کو ہے۔ بلکہ تو اپنی قوت اور ہمت پر اتراتا ہے۔ جس کی تجھے سزا مل کر رہے گی۔ آخر عذاب نے اسے آگھیرا اور اس کے تمام مال و منال فنا و برباد ہو گئے۔ تب بے اختیار وہ پکار اٹھا۔ لم اشرک بربی احدًا۔ پس جو شخص اپنے مال و منال کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتا ہے۔ اور اس آنی جانی دولت پر اتراتا ہے۔ اور اسی کو سرمایہ افتخار اور مایۂ اعزاز سمجھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس دین پر اسکا شکر ادا نہیں کرتا۔ اور غرباء کی طرف متوجہ اور ان کے ساتھ ہمدردی اور انکساری سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ اپنی نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بناتا ہے۔ اور مساکین کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کی بیان فرمودہ تمثیل پر غور کرکے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کیونکہ متکبر کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اس کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کبریائی میری چادر ہے اور میری ہی شان کے لائق ہے۔ میرے علاوہ جو اس کو اختیار کرتا ہے۔ وہ گویا میری چادر کو مجھ سے چھینتا ہے۔ پس کیسا بدبخت ہے وہ انسان جو اپنے آپ کو اس خالق السموٰت والارض کے مقابلہ میں کھڑا کرتا ہے اور اسکی کبریائی کی رداء کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا انسان سوائے تباہی اور خسران کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ جب اس زمین کے کسی معمولی بادشاہ کی شاہی پوشاک چھیننے کی کوشش کرنیوالا سزا پاتا ہے۔ اور اس کے عتاب اور ناراضگی کو اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔ تو کیونکر ممکن ہے کہ اس رب العالمین اور شہنشاہ ارض وسماء کی رداء کبریائی کو چھینکر ایک شخص سکھ اور چین حاصل کر سکے۔ اور ابدی جہنم میں نہ پڑے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر سے بچائے اور اپنی رضاء اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظانِ صحت

بچوں کے اسہال کے متعلق ضروری ہدایات

کچھ عرصہ ہؤا میں نے ایک مضمون اسی مرض پر مصباح میں دیا تھا۔ اب پھر مجھے اس مضمون کی یاد دہانی کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ قادیان کے اسّی فیصدی بچے اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی اموات بھی واقع ہو چکی ہیں۔ موسم برسات میں گندے پانی، مکھیوں اور خراب پھلوں کی بہتات ہوتی ہے۔ بچوں کی خوراک محفوظ نہیں رہ سکتی۔ اس کے علاوہ ہر طرح کی چیز نیچے سے اٹھا کر بچے مُنہ میں ڈال لیتے ہیں۔ جس سے بیماری کے جراثیم معدہ اور آنتوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور اسہال اور پیچش کا باعث بن جاتے ہیں۔

اس موذی مرض میں پہلے بچے کو دست اور قے آنے شروع ہوتے ہیں۔ دست بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ شروع میں زردی مائل اور بعد ازاں سبزی مائل ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ بخار بھی ہو جاتا ہے۔ بچہ سخت کمزور ہو جاتا ہے۔ دو یا تین روز کے بعد یہ دست لیسدار رطوبت یعنی انڈے کی سفیدی کی طرح کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے۔ کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ بعض وقت نمونیہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور معصوم بچہ اپنے والدین کو داغ مفارقت دے جاتا ہے۔

یہ مرض اُن امراض میں سے ایک ہے جن کا انسداد بہ نسبت علاج کے آسان ہے۔ اب ہم وہ ہدائتیں لکھتے ہیں جن پر عمل کرنے سے لوگ اپنے بچوں کو اس موذی مرض سے بچا سکتے ہیں:۔

(۱) کچا دُودھ بچوں کو ہرگز نہ پلاؤ۔ بلکہ ایک جوش دیکر اُسے برتن میں ایسی جگہ رکھو جو ٹھنڈی اور مکھیوں اور گرد وغیرہ سے محفوظ ہو۔

(۲) خوراک کو خاص کر دُودھ کو مکھوں سے بچاؤ۔

(۳) خوراک کے برتنوں کو نہایت صاف رکھو۔ چوبیس گھنٹے میں ان سب کو کم از کم ایک دفعہ کھولتے ہُوئے پانی میں اُبال لو۔

(۴) گھر کا کوڑا کرکٹ، بچا ہؤا کھانا ایسی جگہ نہ پھینکو کہ اسپر مکھیاں جمع ہوں۔ بلکہ ایک ڈھکنے دار ٹین میں جمع رکھو جسے مہترانی وقت پر صاف کر دیا کرے۔

(۵) نہایت احتیاط رکھو کہ بچے گلی، صحن یا گھر میں اِدھر اُدھر پاخانہ پیشاب ہرگز نہ کریں۔ تا کہ مکھیاں اسپر بیٹھکر خوراک پر نہ بیٹھیں۔

(۶) بچوں کی خوب نگہداشت رکھو۔ کہ وہ کسی طرح کی گندی چیز مُنہ میں نہ ڈالیں۔

(۷) بچوں کو ہر روز صابن اور تازہ پانی سے کم از کم ایکدفعہ ضرور نہلاؤ۔ ان کے ہاتھ اور مُنہ دن میں کئی دفعہ دھلاؤ۔

(۸) ان کے کھانے کا خاص خیال رکھو۔ زود ہضم اور اچھی غذا وقت پر کھلانے کو دو۔

(۹) جب بچے کے دانت نکلتے ہوں۔ تو وہ وقت خاص طور پر بچوں کی حفاظت کا ہوتا ہے۔ ان کے مسوڑھوں میں اسوقت کھجلی اٹھتی ہے۔ اس لئے وہ ہر چیز کو مُنہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اسپر دانت یا مسوڑھے مارتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ چیزیں سخت گندی ہوتی ہیں۔ اور ان پر خطرناک قسم کے جراثیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے ہیں۔ جو بچے کے پیٹ میں جاکر معدے اور آنتوں میں بڑھتے ہیں اور خطرناک قسم کی سوزش پیدا کر دیتے ہیں۔ ایسے وقت میں ہاتھی دانت یا ربڑ کی چوسنی بچے کے گلے میں باندھ دینی چاہیئے۔ اور اس کو دن میں تین چار دفعہ گرم پانی اور صابون سے دھولیں۔ اور ایک دفعہ ابال لیں۔

(۱۰) مائیں جو اپنا دودھ بچوں کو پلاتی ہیں۔ اپنی چھاتیوں کو خاصکر اس حصے کو جو بچے کے منہ میں جاتا ہے۔ دن میں دو تین دفعہ صابون اور تازہ پانی سے دھولیں۔ اور دیکھ لیں کہ قمیص پر دودھ تو نہیں لگ جاتا۔ اگر لگ گیا ہو تو ایسی صورت میں فوراً دھو ڈالیں۔

(۱۱) بچوں کے کپڑے نہایت صاف رکھیں۔ اگر آپ یہ تمام احتیاطیں برتیں گے۔ تو انشاء اللہ آپکے بچے صحت اور تندرستی والے ہوں گے۔ ہاں ایک نہایت ضروری بات بیان کرنے سے رہ گئی۔ اور وہ یہ کہ بعض کاہل عورتیں اپنے بچے چھوٹی چھوٹی لڑکیوں یا لڑکوں کو دے دیتی ہیں۔ کہ جاؤ انہیں باہر کھلاؤ۔ یہ لڑکیاں یا لڑکے بچوں کو باہر گلیوں میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور بچے نیچے سے گندی چیزیں اٹھا کر منہ میں ڈالتے ہیں جن پر طرح طرح کے گندے جراثیم لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسطرح بچوں کا پیٹ اور آنتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اور وہی تکلیف ہو جاتی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے۔

قے اور دست شروع ہونے کی حالت میں بچے کا دودھ فوراً بند کر دو۔ خواہ وہ ماں کا دودھ پیتا ہو یا دوسرا۔ اس کی جگہ جوش دے کر ٹھنڈا کیا ہوا پانی۔ بارلی واٹر (جو کا آشں) پھٹے ہوئے دودھ کا پانی۔ انڈے کی سفیدی کا پانی۔ چاولوں کی پیچ۔ گلوکوز ڈی وغیرہ۔ حسب پسند دے سکتے ہیں۔

دوائی کے لئے کسی اچھے سند یافتہ ڈاکٹر کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

۱۔ بارلی واٹر (آشِ جو) بنانے کی ترکیب

خوب صاف کئے ہوئے جو ۱/۲ چھٹانک ایک سیر پانی میں خوب اُبالیں۔ چھان کر جو پھینک دیں۔ پانی کو کسی صاف بوتل میں ڈال کر ٹھنڈی جگہ رکھ لیں۔

۲۔ دودھ پھاڑنے کی ترکیب

ایک سیر دودھ کو مٹی کی ہنڈیا میں جوش دو۔ جوش کھاتے ہوئے دودھ میں ایک لیموں نچوڑ دو۔ یا ایک چمچی سرکہ کی ڈال دو۔ دودھ پھٹ جائے گا۔ اس کو صاف کپڑے میں چھان لو۔ چھنا ہوا صاف پانی کسی چینی کے پیالے میں محفوظ کر لو۔

۳۔ انڈے کی سفیدی کا پانی بنانے کی ترکیب

انڈے کی سفیدی کا پانی اس طرح بناتے ہیں کہ تازہ پانی کو پکا کر ٹھنڈا کر لو۔ ایک صاف دھویا ہوا کپ (چائے کی پیالی) میں ایک تازہ انڈے کی سفیدی ڈالو۔ اور اس پانی کو آہستہ آہستہ ڈالتے جاؤ۔ اور چمچہ سے خوب ہلاؤ۔ یہاں تک کہ پیالی بھر جائے پھر اس کو کسی صاف کپڑے میں سے چھان لو۔

یہ تمام چیزیں کسی صاف چینی کے برتن میں ایسی جگہ رکھنی چاہئیں جو ٹھنڈی ہو۔ اور مکھی اور گرد سے محفوظ ہو۔ پلاتے وقت اس میں کھانڈ یا نمک حسب منشاء ڈال لیں۔ اس خوراک پر بچے کو اسوقت تک رکھیں جبتک دستوں کی اصلاح نہ ہو جائے یعنی تعداد میں کم ہو جائیں اور دیکھنے میں خراب اور بدبودار نہ ہوں خواہ اس خوراک پر بچے کو ۲۴ یا ۴۸ یا ۷۲ گھنٹے رکھنا پڑے۔

(عزیزہ راشدہ بنت خان صاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسانہ

دولت پر قربانی

وجاہت حسین اچھے امیر آدمی تھے۔ کافی آرام کے ساتھ گذارہ ہوتا تھا۔ تنخواہ تو بہت زیادہ نہیں تھی لیکن جائیداد کی آمدنی اتنی تھی کہ خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر ایک قسم کا آرام حاصل تھا۔ لیکن ایک غم ان کو اور ان کی بیوی کو ہروقت اُداس رکھتا تھا۔ کہ قدرت نے اولاد سے محروم رکھا تھا۔ وجاہت حسین اور ان کی بیوی رقیہ کی دلی تمنا تھی کہ وہ اپنی گود بھری دیکھیں۔ اور ان سے زیادہ رقیہ کے ساس سُسر کی خواہش تھی۔ کہ وہ اپنی زندگی میں بیٹے کی اولاد دیکھ لیں۔ خدا نے ان کے دن پھیر دئے۔ اور آٹھ سال کی آرزو کے بعد ان کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ تو خود ہی آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ انہیں کتنی خوشی ہوئی ہوگی لیکن ہم بھی ان کی خوشی کا مختصر سا حال بیان کر دیتے ہیں۔

ہندوستان کی رسوم کے ماتحت گانا بجانا ہو رہا تھا۔ دوست احباب اور خاندان کی تمام عورتوں کا تانتا لگا ہوا تھا۔ دعوتوں کا خوب زور تھا۔ سب کے مشورے سے دادی دادا نے سلمیٰ نام تجویز کیا۔ سلمیٰ کی پھوپھی قریب ہی محلہ میں رہتی تھیں۔ شروع سے ہی ان کو بچی سے بے انتہا محبت تھی۔ قریب ہونے کے سبب ہروقت اس کے پاس رہتی تھیں۔ سلمیٰ کی ہر طرح سے پرورش ہونے لگی۔ خدا نے دادی دادا کی تمنا تو پوری کردی کہ پوتی کو اپنی زندگی میں دیکھ لیا۔ لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا اور یکے بعد دیگرے دونوں پانچ چھ سال کے عرصہ میں اچانک بیمار ہو کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ وجاہت حسین اور ان کی بہن ثریا والدین کی موت سے نڈھال ہو گئے تھے۔ لیکن ماشاء اللہ سلمیٰ اب سیانی تھی۔ ہروقت پھوپھی اور باپ کا دل اس کی باتوں سے بہلتا رہتا تھا۔ سچ ہے سلمیٰ کی محبت نے جلد ایسا اثر کیا کہ پھوپھی اور باپ بحال نظر آنے لگے۔ سلمیٰ ایک زنانہ اسلامیہ سکول میں تعلیم پانے لگی۔ اور پڑھائی میں بہت جلد ترقی کی۔ چودہ سال کی عمر میں اُس نے میٹرک پاس کرلیا۔ اور آگے پڑھنے کی تمنی تھی۔ سلمیٰ کی پھوپھی ثریا آج صبح سے سلمیٰ کے گھر آئی ہوئی تھیں۔ اور سلمیٰ کو امتحان میں پاس ہونے کی مبارکباد دے رہی تھیں۔ سلمیٰ نے پوچھا پھوپھی جان فاروق بھائی کا نتیجہ کب معلوم ہوگا۔ (ثریا) بیٹی! فاروق کہتا تھا کہ اگلے ماہ پتہ چل جائیگا۔ فاروق ثریا کا اکلوتا بیٹا تھا۔ بی۔ اے میں تعلیم پاتا تھا۔ سلمیٰ بھی باپ اور ماں سے ہروقت یہ خواہش ظاہر کرتی تھی کہ ابھی پڑھائی ترک نہ کرے گی۔ وجاہت حسین تو کچھ راضی تھے۔ لیکن رقیہ کسی صورت میں نہیں مانتی تھی۔ سلمیٰ نے کہا اُمّی جان آپ مجھے تعلیم سے کیوں روکتی ہیں۔ آخر اس میں آپکا کیا حرج ہے۔ رقیہ بیٹی تم نہیں جانتی لڑکیوں کے لئے اتنی تعلیم کافی ہے۔ سلمیٰ نے ہر رنگ میں کوشش کی کہ اس کی آرزو کو پورا کردیا جائے۔ پھوپھی نے بھی سفارش کی۔ بھابی جان سلمیٰ کو کیوں روکتی ہیں۔ فاروق اور سلمیٰ کا بڑھتا ہوا شوق ہے۔ سلمیٰ کو بھی پڑھنے دو۔ رقیہ لو بہن میں اپنی بچی کو اب تعلیم دلانے سے باز آئی۔ اب تو اسکی شادی کرکے اپنے دل کا ارمان نکالوں گی۔ ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خادمہ رحیمن آئی۔ بیگم صاحبہ آپ کو میاں کمرے میں یاد فرماتے ہیں۔ رقیہ اچھا ابھی آتی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد رقیہ کمرے میں گئی۔ وجاہت حسین۔ یہ فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے والد کا خط آیا ہے۔ وہ سلمیٰ کی نسبت فاروق سے کرنا چاہتے ہیں۔ رقیہ۔ میں ہرگز تیار نہیں۔ وجاہت حسین آپکو کیا عذر ہے

رقیہ۔ لو کچھ عذر نہیں۔ فاروق کے پاس کیا دھرا ہے۔ وجاہت حسین کو بھی دولت کی بہت چاہت تھی۔ اس لئے بیوی کے انکار سے چپ ہو رہے۔ اور صاف انکار کر دیا۔ جسکا صدمہ ثریا کو بے انتہا ہؤا۔ عرصہ تک بھائی اور بھاوج کی بے رخی کا دل پر اثر رہا۔ سلمیٰ کو اپنی پھوپھی سے بہت محبت تھی۔ دوسرے وہ فاروق کی عادت سے بھی واقف تھی۔ اس کو بہت اچھا لڑکا خیال کرتی تھی اکثر کسی نہ کسی موضوع پر باتیں ہوتی رہتی تھیں اور دونوں ایکدوسرے کی طبیعت کو پسند کرتے تھے۔ جب یہ خبر سلمیٰ کے کان تک پہنچی تو اس کو سخت رنج ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی پھوپھی کے دل کا ہر وقت خیال رکھتی تھی۔ لیکن والدین کے معاملہ میں کیا دخل دے سکتی تھی۔ ناچار چپ ہو گئی۔ وجاہت حسین کے پاس بہت سے رشتے آئے۔ لیکن وہ ابھی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ کونسا رشتہ منتخب کیا جائے۔ رقیہ کو ہر وقت یہی خیال رہتا تھا کہ سلمیٰ کسی متمول گھرانے کی زینت بنے اور ہم پیر پھیلا کر چین کی نیند سوئیں اور سلمیٰ اس کے خلاف تھی۔ وہ شرافت اور اخلاق کو انسان کی اصلی دولت تصور کرتی تھی۔ ہر رنگ کی سوچ بچار کے بعد وجاہت حسین نے ایک رشتہ تجویز کیا۔ الہ آباد کے رئیس سید مختار حسین کے صاحبزادے جو حال ہی میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر آئے تھے۔ اور جو دولتمند ہونے کی وجہ سے شروع ہی سے منچلے تھے۔ لیکن باپ کے سامنے بردباری اور کم گوئی سے کام لیتے تھے۔ سلمیٰ کے والدین کے سر پر تو دولت کا بھوت چڑھا ہؤا تھا فوراً منگنی کی رسم ادا ہوئی اور دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ وقت گذرتے کیا دیر لگتی ہے۔ وہ دن بھی آ گیا جس دن شادی ہونے والی تھی۔ وجاہت حسین کے گھر مہمانوں کا بہت ہجوم تھا۔ انہوں نے اس تقریب میں رشتہ داروں اور دوستوں کو باہر سے بلایا ہؤا تھا۔ سب لوگ بیٹھے برات کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک جانب سے بڑی دھوم دھام کیساتھ برات آئی۔ بڑی خاطر تواضع کے ساتھ ایک پُر تکلف کمرے میں دُولھا اور دیگر لوگوں کو بٹھا دیا گیا۔ وجاہت حسین نے بھی دل کھولکر بیٹی کی شادی میں روپیہ خرچ کیا تھا۔ مہمانوں اور لڑکی کے سسرال والوں کی خاطر کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سلمیٰ کو جہیز بھی اتنا دیا کہ دیکھنے والوں کی عقل دنگ تھی۔ باوجود اتنی خوشی کے سلمیٰ اُداس تھی اور مستقبل پر غور کر رہی تھی۔ اتنے میں سہیلیاں سسرال کا جوڑا لیکر آئیں اور سلمیٰ کو پہنانا شروع کیا۔ اس کو سرخ جوڑے اور زیور نے چار چاند لگا دیئے۔ اور اس کے حسن کو اتنا دلکش بنا دیا کہ معلوم ہوتا تھا۔ چودھویں رات کا چاند کمرے میں اُتر آیا ہے۔ اگلے روز برات واپس جانے لگی۔ سلمیٰ اور اسکی سہیلیاں آپس میں ملنے لگیں۔ چند ایک کے آنسو بھی نکل آئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ سلمیٰ کی جدائی اُن کے لئے سوہانِ رُوح ہے۔ یہ وقت تو ایسا تھا کہ نہ اس کو روک سکتی تھیں نہ خود ہمراہ جا سکتی تھیں۔ ماں اور پھوپھی سے ملکر سلمیٰ بھی دل کھولکر روئی۔ والدین کی جُدائی اس کو بھی شاق گزر رہی تھی۔ ملنے ملانے کے بعد سلمیٰ اپنے نئے رشتہ داروں کے ساتھ رخصت ہو گئی۔

مختار حسین بھی رئیس آدمی تھے۔ پہنچنے پر کوٹھی ہر قسم کے سامان سے آراستہ ملی۔ دُولھا اور دُلہن کو ایک سجے ہوئے کمرے میں لیجا کر بٹھایا گیا۔ سلمیٰ کو کیا خبر تھی کہ یہ خوشی ایک رنج کی صورت اختیار کرلے گی۔ شادی کے ایک سال بعد مختار حسین پر اچانک نمونیہ کا حملہ ہؤا۔ اور چند دن بیماری برداشت کر کے چل بسے۔ انکا مرنا تھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر کا انتظام خراب ہوگیا۔ ان کے صاحبزادے سعید احمدؐ تو پہلے ہی سے ذرا آزاد طبیعت واقع ہوئے تھے۔ باپ کی زندگی تک تو سلمٰی کا بھی ہر طرح سے خیال رہا۔ ان کی موت کے بعد اکثر ایسا ہونے لگا کہ رات رات بھر محفل گرم رہتی۔ دوست احباب بیٹھے ہیں۔ شطرنج کھیلی جارہی ہے۔ گھر کی کوئی پرواہی نہیں سلمٰی کو یہ نازیبا حرکت ایک آنکھ نہ بھاتی۔ اور موقع پاکر کسی نہ کسی طریقہ سے سعید احمدؐ کو سمجھاتی۔ بھلا سعید احمدؐ کیوں باز آنے لگے۔ وہ اس کے سمجھانے سے اور بھی سخت کلامی سے پیش آتے۔ اور کتنے کتنے دن گذر جاتے گھر کے اندر آکر صورت تک نہ دکھاتے سلمٰی کے دل پر شوہر کی اس بے التفاتی کا بہت بُرا اثر پڑا اور غمگین رہنے لگی۔ جب وہ اپنے بچے نعیم کو دیکھتی تو اس کے سارے غم دور ہوجاتے۔ اور کھوئی ہوئی مسرتیں پھر حاصل ہوجاتیں۔ اس عرصہ میں اس کو معلوم ہوا کہ سعید احمدؐ اپنے دوستوں کے ساتھ کسی پہاڑ پر سیر کی غرض سے جارہے ہیں۔ سلمٰی کے دل میں اپنے شوہر کی طرف سے طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے تھے اور اندر ہی اندر کڑھتی رہتی تھی۔ سعید احمدؐ کی سفر کی تیاریاں ہورہی تھیں۔ طرح طرح کے کھانے پک رہے تھے۔ لیکن سلمٰی سے گھر میں ایک نوکر کی قدر زیادہ تھی۔ وہ گھنٹوں روتی رہتی لیکن سعید احمد کو اس کی قطعاً پروا نہ تھی۔ آہ! وہ سلمٰی جس کی ذرا ذرا سی بات پر ماں باپ جان چھڑکتے تھے۔ اب وہ گھنٹوں روتی اور کوئی نگاہ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھتا۔ سعید احمدؐ چلے گئے۔ سلمٰی سے بات کرنا تو درکنار آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ننھا نعیم باپ کے پاس جانے کی کوشش کرتا لیکن وہ بچے کو گھور کر دیکھتا اور اس کی تمنا کو پامال کردیتا۔ سلمٰی میکے جاتی تو ماں اور پھوپھی بارہا پوچھتیں سلمٰی تجھکو کیا ہوگیا ہے۔ وہ رنگ روپ کدھر گیا۔ سلمٰی۔ مجھے تو کچھ نہیں ہوا ویسے ہی آج طبیعت سُست ہے۔ رقیہ۔ ہمیشہ ہی تیری طبیعت سُست رہتی ہے۔ آخر کیوں نہیں بتاتی، کونسا غم تجھکو کھائے جاتا ہے ماں کا اتنا کہنا تھا کہ سلمٰی کا دل بھر آیا! اور اس کو سعید احمد کی بدسلوکی یاد آگئی۔ اُس نے آنسو روکنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ امی جان مجھے کوئی غم نہیں۔ کیونکہ آپ مدت کے بعد دیکھتی ہیں۔ اس لئے آپ کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اس غم نصیب لڑکی نے ہمیشہ اپنے راز کو پوشیدہ رکھا۔ میکے میں بھی آکر شوہر کی بُرائی کا ذکر نہ کیا۔ اگر وہ ذرا سا بھی بتاتی تو وجاہت حسین اس کو ہرگز الہ آباد نہ جانے دیتے۔ اس دفعہ میکے میں بھی اس کا دل نہ لگا۔ اور چند دن رہ کر الہ آباد چلی گئی۔ شوہر کے علاوہ ساس نندوں کا سلوک بھی قابلِ برداشت نہ تھا۔ ان سب غموں نے اس کو دبا لیا۔ اور وہ بیمار ہوگئی۔ ایک ہفتہ کے قریب ہوگیا لیکن اس کا بخار روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ بہت مشکل سے اسنے چند حرفی خط لکھ کر باپ کو ڈالدیا کہ میں سخت بیمار ہوں۔ جب وجاہت حسین کو خط ملا۔ تو رنج سے بیتاب ہوگئے آہ! میری سلمٰی ایک ہفتہ سے بیمار ہے اور مجھے کسی نے خبر تک نہ دی۔ فوراً بیوی کو ہمراہ لیکر الہ آباد آگئے۔ یہاں آکر دُوسرا ہی رنگ دیکھا۔ نہ وہ سلمٰی ہے نہ پہلے کی طرح گھر اور نہ میاں سعید کا پتہ۔ میاں بیوی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا۔ رقیہ جاتے ہی سلمٰی سے لپٹ گئی۔ میری عزیز بیٹی ہمارے نصیب میں تیری خوشی دیکھنا نہیں تھی۔ وجاہت حسین نے جاکر سلمٰی کا علاج خوب غور سے کرایا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کو بلایا۔ سب کے مشورے سے دوا دینی شروع کی جتنی بھی دوائی کی سلمٰی کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ اُسے اپنی زندگی کی اُمید نہ رہی۔ ڈاکٹروں نے

وجاہت حسین سے کہا۔ اگر آپ مریضہ کو کسی پہاڑ پر لے جائیں۔ تو ممکن ہے صحتیاب ہو جائے۔ سلمیٰ نے اپنی بیماری میں کسی قسم کی بات اپنے والدین سے نہیں کہی تھی لیکن آج خلاف معمول اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور کہنے لگی۔ ابا جان مَیں اب ہمیشہ کے لئے آپ سے جدا ہونے والی ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ میرے نعیم کا ہر طرح خیال رکھیں۔ جس طرح آپ نے میری پرورش کی ہے۔ اسی طرح میرے بچے کی پرورش کریں۔ کیونکہ اس کے باپ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور دُوسری بات یہ کہ آج آپ پھوپھی جان اور سعید احمد کو تار دے کر خبر دے دیں کہ میرا آخری وقت ہے۔ مجھے بھی آپ لوگوں کا آخری دیدار نصیب ہو جائے۔ یہاں تک کہنے پائی تھی کہ آواز بھرّا گئی اور کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ اس وقت آپ اندازہ کر سکتے ہیں ماں باپ کے دل کا کیا حال ہُوا ہو گا۔ وجاہت حسین نے بیٹی کی فرمایش فوراً پوری کر دی۔ ایک تار اپنی بہن کو بھیجدیا اور ایک تار سعید احمد کو۔ ثریّا کو جس وقت تار ملا۔ کیفیت بیان سے باہر ہے۔ پاگلوں کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگی۔ ہائے مَیں تو کہتی تھی سلمیٰ کو دولت کی بھینٹ چڑھا دیا۔ جس وقت سعید احمد کو تار ملا۔ وہ اپنی دولت کے نشے میں مست اپنے والد کی محنت کی کمائی پانی کی طرح گانے بجانے اور عیاشی میں بہا رہا تھا۔ آج صبح کی ٹرین سے سعید احمد اور ثریّا کے آنے کا انتظار تھا۔ سلمیٰ کی حالت بہت خراب تھی۔ ڈاکٹر جواب دے چکے تھے۔ دوائی بند کر دی گئی تھی۔ آہ! غم نصیب سلمیٰ پر اس وقت بھی بیہوشی طاری تھی۔ ماں باپ پانی اور دودھ کے قطرے حلق میں ٹپکا رہے تھے۔ سلمیٰ نے آنکھ کھولی۔ اس کی زبان پر یہ لفظ تھے۔ پھوپھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جان۔ سعید ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ احمد۔ اس وقت کی ٹرین سے ثریّا اور فاروق آ گئے تھے۔ لیکن سعید احمد کے نہ آنے سے وجاہت حسین کو سخت صدمہ ہُوا۔ اور اب ان کو معلوم ہُوا کہ انہوں نے اپنی عزیز ترین سلمیٰ کی کسی مغرور اور خودغرض انسان کے ساتھ شادی کی تھی۔ صرف دولت پر اپنی بچی کو قربان کر دیا۔ اس عرصہ میں سلمیٰ نے پھر ایک مرتبہ آنکھ کھولی۔ پھوپھی اور فاروق کو دیکھکر ایک مسرت کی لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی۔ اور اس کی حالت کچھ ٹھیک ہو گئی۔ اُٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ ثریّا نے جلد ہی اس کو اپنی آغوشِ محبّت میں لے لیا۔ اور اُس کا منہ چُومتے ہوئے کہا۔ سلمیٰ تجھکو غموں نے کھا لیا۔ سلمیٰ نے نعیم کو اپنے پاس بلایا اور پیار کرنے لگی۔ اپنے پاس لٹا لیا اور اس کے ہاتھوں کو چومنے لگی۔ میرے نعیم اب مَیں تمہارے پاس سے جاتی ہوں۔ اور بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وجاہت حسین نے ہر چند تسلّی دی سلمیٰ خدا کی ذات سے مایوس نہیں ہونا چاہئیے۔ سلمیٰ میری دلی تمنّا ہے کہ سعید احمد سے دو باتیں کر لوں۔ اور ان کی خفگی دُور کر دوں۔ ماں نے رو رو کر آنکھیں سُرخ کر لی تھیں۔ ہر وقت اپنی ناز سے پالی بیٹی کا مُنہ چومتی اور چاروں طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ چاہتی ہے میری سلمیٰ کو خدا اچھا کر دے۔ آج سلمیٰ بار بار پوچھتی۔ ابا جان آپ نے میری بیماری کی خبر سعید احمد کو دے دی ہے۔ آہ! انکو میرے اُوپر ایسے وقت میں بھی ترس نہ آیا۔ اور پھر یہ شعر پڑھنے لگتی ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مر جائیں گے جب ہم تُربت پر تم آ کے آنسو بہا لینا
دو پھول وفا کی یاد میں میری قبر پہ آ کے چڑھا دینا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رات کے نو دس بجے کا وقت ہوگا۔سلمیٰ کی حالت زیادہ خراب ہونے لگی۔بخار کی شدت کی وجہ سے آنکھیں بند تھیں۔وجاہت حسین اور رقیہ کا دل پھٹا جارہا تھا کہ ان کی لختِ جگر کی حالت خطرناک صورت اختیار کرچکی ہے۔رات کے دو بجے سلمیٰ کا سانس رک رک کر آنے لگا۔اور چند منٹ کے اندر ہی اندر اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔آہ! وفا کی پتلی شوہر کی خفگی دُور کرنے کا ارمان دِل ہی دل میں لے کر چل بسی۔اس وقت نعیم کا سر اپنی ماں کی گود میں تھا۔اور وہ چین کی نیند سو رہا تھا *

راقمہ رشیدہ صدیقی۔

(بنت جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر قادیان)

بیوٹرین

کے استعمال سے

چھائیوں کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا

کیل و مہاسوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے

جھریوں و بدنما داغوں کو دُور کرکے چہرے کو خوبصورت بناتی ہے پھوڑے پھنسی کے لئے مجرّب ہے۔

قُدرتی پیداوار و خوشبودار پھولوں سے تیار کیجاتی ہے

سہیلیوں اور دوستوں کو پیش کرنیکا بہترین تحفہ ہے۔

قیمت پندرہ آنے

اے جہانگیر جی بیوٹرین ایجنٹ سٹاکسٹ جالندھر شہر

سول ایجنٹ برائے قادیان۔ سلطان برادرز احمدی جنرل مرچنٹس

اسراف

محترم بہنو! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔ یعنی تم قرابت والوں کو ان کا حق دو۔اور مسکین اور مسافر کو بھی ان کے حقوق سے محروم نہ کرو۔مگر کسی حالت میں بھی اسراف سے کام نہ لو۔یقیناً فضول خرچ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ فضول خرچ کو ناپسند کرتا ہے۔اور وہ فضول خرچی کرنے والوں سے محبت بھی نہیں رکھتا۔پس خرچ کرتے وقت یہ ضرور سوچنا چاہیئے۔کہ آیا اسراف تو نہیں ہو رہا۔کیونکہ فضول خرچی کرنے سے دنیا میں بھی نقصان ہوتا ہے اور آخرت میں بھی نقصان ہوگا۔آجکل غریب سے غریب آدمی بھی عام طور پر پانی کی بجائے سوڈا لیمونیڈ اور برف استعمال کرتے ہیں۔حالانکہ ٹھنڈے پانی سے بھی گذارہ ہوسکتا ہے۔بعض بہنوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کا اچھا کپڑا یا گہنا دیکھا۔تو نہ اپنی حالت پر غور کرتی ہیں اور نہ روپیہ کی قدروقیمت سمجھتی ہیں۔جھٹ اس کی خرید پر آمادہ ہوجاتی ہیں۔اور جب تک وہ چیز اپنے لئے مہیا نہ کرالیں آرام سے نہیں بیٹھتیں۔کسی خوشحال اور مالدار کی ریس پر مرنا نہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو تکلیف میں ڈالنا ہے۔بلکہ اپنے واسطے فضول خرچ۔شیخی خورا اور چھاپن کا خطاب خریدنا ہے۔چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی کھاؤ اور پیو مگر فضول خرچی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ ہمیں گھر کے ضروری اخراجات کے بعد کچھ نہ کچھ ماہوار بچاکر فضول چیزوں کے خریدنے کی بجائے اسے مسکینوں، محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کرنا چاہیئے کیونکہ ہمارے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محتاجوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمیں بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور غریب مسکین اور محتاج کی امداد کرنا اپنا فرض اوّلین سمجھنا چاہیے

لوگ بیاہ شادی کے معاملہ میں بھی حد سے زیادہ اسراف سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۳۱ء میں ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"آجکل لوگ اپنی ناک رکھنے کے لئے زیورات اور دیگر زیب وزینت کے لئے طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کے لئے انجام کار خوشی کا موجب نہیں ہوتا۔ اپنی طاقت سے بڑھ کر روپیہ خرچ نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر کسی کے پاس بہت روپیہ ہو۔ تو وہ جتنا چاہے خرچ کرے۔ لیکن جس کے پاس نقد روپیہ موجود نہ ہو۔ وہ قرض لے کر خوشی کو غمی میں تبدیل نہ کرے۔ ناک رکھنے کے لئے خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے۔ اور اس طرح انسان کے سارے اعضاء کٹ جاتے ہیں۔ بھلا جس کے ہاتھ کٹ جائیں، پاؤں کٹ جائیں، اور بدن کٹ جائے۔ اس کی ناک کس کام آئے گی۔ پہلے ہی ہماری جماعت مالی لحاظ سے کمزور ہے۔ پھر سابقہ رسوم پر عمل کر کے افلاس اور غربت میں اضافہ نہیں کرنا چاہیئے۔ خوشی وہی ہے جو انجام کار خوشی ہو۔ جو لوگ مقروض ہو کر غلامانہ حالت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔ شادیوں کے معاملہ میں بجائے اسراف سے خرچ کرنے کے یہ غور کرنا چاہیئے کہ خدا اور اس کے رسُول اور اولیاء نے کیا کیا طریق مقرر کئے ہیں۔ مگر لوگ اس کی پابندی نہیں کرتے۔ چنانچہ اس کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ ولتنظر نفس ما قدمت لغد مومن کو چاہیئے کہ وہ آج جو کچھ لوگ اس کو کہتے ہیں اس کے بارے میں فکر نہ کرے۔ اگر لوگ آج اعتراض کرتے ہیں کہ اسنے شادی میں یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔ تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے"۔

علاوہ ازیں آجکل کی عورتیں اکثر سرمایہ صرف لوگوں میں اپنی عزت بڑھانے کے لئے فیشنوں میں صرف کر دیتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں ان فیشنوں کو ترک کر کے سادہ اور مسافرانہ زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ یہاں تو ہم مسافر آئے ہوئے ہیں۔ کوئی تھوڑے عرصہ کا کوئی زیادہ عرصہ کا آخر یہ دنیا فانی ہی ہے۔ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل مسافرانہ اور درویشانہ زندگی بسر کی تھی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ فرمایا آجاؤ۔ جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ مکان بالکل خالی ہے۔ صرف دیوار کے ساتھ ایک تلوار لٹکتی ہے اور کھجور کی چٹائی پر آپؐ لیٹے ہوئے ہیں اور بدن پر اس کے نقش ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر میں رو پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر کیوں روتے ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ قیصر و کسریٰ کیسے کیسے آرام میں ہیں اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے۔ فرمایا "مجھے دنیا سے کیا غرض ہے۔ مَیں تو دنیا میں مسافر ہوں۔ جس طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک شخص شدّت گرمی کے موسم میں اونٹ پر سوار پسینہ میں تربتر جنگل بیابان میں چلا جاتا ہے۔ اور جب گرمی اور پسینہ سے گھبرا جاتا ہے تو راستہ میں سایہ دار درخت کے نیچے کھڑا ہو جاتا اور ذرا سا دم آنے پر پھر چل پڑتا ہے۔ اسی طرح مَیں دنیا میں رہتا ہوں" اور یہی طریق تھا سب انبیاءؑ کا۔ پس ہمیں بھی انہی کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے۔ اور دنیا سے ہمیشہ دل برداشتہ رہنا چاہیئے۔ (سعادت فردوس بیگم قادیان)

اطاعت والدین

موجودہ زمانہ میں عموماً یہ بات دیکھنے میں آتی ہے کہ بچے جب سنِ بلوغت کو پہنچتے ہیں یا کچھ پڑھ لکھ لیتے ہیں تو اپنے والدین اور انکی اطاعت و خدمت اور فرمانبرداری کو اپنے لئے بوجھ محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اور ہر بات میں انکی نافرمانی کو وہ اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔ اور شائد یہ سب کچھ اسلئے کیا جاتا ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے والدین کی فرمانبرداری کی اور انکی ہر بات مانی تو ہم دنیا اور اپنے ہمجولیوں کی نظروں میں ذلیل ہو جائینگے۔ حالانکہ ایسا خیال سراسر لغویت پر مبنی ہے کیونکہ والدین کی اطاعت گذاری تو ایک ایسی چیز ہے جو ایک حقیر انسان کو بھی دنیا کی نظروں میں اعلیٰ بنا دیتی ہے۔ اور نہ صرف دنیا کی نظروں میں بلکہ والدین کو خوش رکھنے کی وجہ سے انسان کی اپنی عاقبت بھی سُدھر جاتی ہے۔ قرآن پاک میں جگہ بجگہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، انکی عزّت اور انکی فرمانبرداری کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب قرآنی احکام پر عمل کیا جائیگا تو انسان کی عاقبت سنور جائیگی۔ ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے اگر ایک طرف خدا اور رسول کے احکام سے سرخروئی حاصل کی جاسکتی ہے تو دوسری طرف فرمانبردار اولاد کیلئے یہ خود بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔ یعنی جب ماں باپ کا ہر حکم مان کر انکی خدمت کر کے انہیں خوش کیا جائیگا تو ضروری ہے کہ والدین اپنی ایسی اولاد سے خوش ہو کر اسکی ہر قسم کی بھلائی کیلئے دُعا کریں۔ اور والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ غرض جب والدین کی دعائیں حاصل ہونگی اور انکی ظاہری خوشنودی بھی حاصل ہوگی تو یقینی امر ہے کہ اولاد کی دینی اور دنیوی بہتری کے سامان خود بخود ہو جائینگے

قطع نظر غیروں سے مَیں اپنی احمدی بہنوں اور بھائیوں کو والدین کی خدمت کی طرف خصوصیّت کے ساتھ متوجہ کرتی ہوں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ مَیں نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ پس اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر اس بات پر عمل کرے جو خدا اور اسکے رسول اور اسکے مسیح موعودؑ نے بیان کی ہے۔ تاکہ دنیا کے سامنے وہ اپنا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اسکی اصلاح کر سکے۔ اطاعت والدین کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:۔

"جو شخص اپنے ماں باپ کی عزّت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں۔ انکی بات کو نہیں مانتا۔ اور انکی تعہّد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کی موجودگی میں ہر اُس احمدی کو چاہیئے جو زبان سے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ حضرت اقدسؑ کی غلامی کا شرف حاصل کرنے کیلئے ماں باپ کی اطاعت، انکی فرمانبرداری اور انکی خدمت کو اپنا شعار بنائے۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے بھی اور تمام ان احمدی بہن بھائیوں کو کہ جن کے والدین بفضلِ خدا زندہ ہیں۔ اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم انکی خدمت اور اطاعت صدق دل سے بجالائیں تاکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ (امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم بنت محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مصباح" کے متعلق ایک مکالمہ

صغرا۔ بہن زہرہ! کوئی اچھا سا رسالہ یا کتاب تو مطالعہ کے لئے دیجئے!

زہرہ (تازہ پرچہ مصباح کا صغرا کی طرف بڑھاتے ہوئے) لو صغرا یہ اسی ماہ کا مصباح ہے اسے مطالعہ کرو۔

صغرا۔ زہرہ میں نے جب بھی تم سے کوئی کتاب یا رسالہ مانگا۔ تو تم نے مصباح کو ہی میرے سامنے پیش کر دیا نہ معلوم اس کی کیا وجہ ہے۔

زہرہ۔ وجہ صرف یہی ہے کہ مجھے خود یہ رسالہ بہت عزیز ہے۔ اس لئے تمہیں بھی یہی پیش کرتی ہوں تاکہ تم اسے پڑھ کر اس کی خوبیوں سے واقف ہو جاؤ۔ اور پھر اس کی خریدار بھی بنو۔

صغرا۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس کی کونسی خوبیاں ہیں کہ جن کی وجہ سے تم اس کو اس قدر پسند کرتی ہو۔ مجھے تو یہ رسالہ دیگر زنانہ رسالوں کے مقابلہ میں پھیکا نظر آتا ہے۔

زہرہ۔ اور مجھے تمام زنانہ رسالے اسکے سامنے پھیکے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لئے میں بذاتِ خود صرف اسکی خریدار ہوں۔ "خاتون مشرق" تو والد صاحب کا عطیہ ہے۔ میں اس رسالہ کو اس لئے پسند کرتی ہوں کہ اس میں مستورات کے لئے بہت فائدے ہیں۔ اگر تم اس کی خریدار بنجاؤ۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے فوائد کی گواہ ہو جاؤ گی۔

صغرا (ہنسکر) کچھ فائدے ہم سے بھی تو بیان کرو۔ تاکہ ہمیں بھی وہ معلوم ہو جائیں۔ جن کے پیچھے تم اس چھوٹے سے رسالہ کی مدّاح ہو۔ اور مجھے بھی بنانا چاہتی ہو۔

زہرہ۔ سنو بہن صغرا۔ اوّل تو یہ ہم احمدی خواتین کا ایک ہی رسالہ ہے۔ اس لئے اس کی خریداری احمدی عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ اس رسالہ کا مقصد اپنی جماعت کی عورتوں کو حقیقی احمدی بنانا ہے۔ اور ان کے ذمے جو فرض احمدیت نے لگایا ہے۔ اسے ادا کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ اب اس کے مختصر فوائد سُن لو۔ کیونکہ وقت کم ہے میں زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کر سکتی اسلئے مختصراً اس کے فائدے یہ ہیں:۔

اوّل۔ اس رسالہ میں اپنی جماعت کی مستورات کی تربیت کے پیشِ نظر ہر قسم کے اعلیٰ مضمون شائع ہوتے ہیں۔ مثلاً مذہبی حالت کی درستی کیلئے عموماً اس میں مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ عورتوں میں مذہبی معلومات کا اضافہ ہوتا ہے اور وہ اپنے فرض تبلیغ کو ادا کرنے کی اہلیت پیدا کر لیتی ہیں۔

دوم اصلاحی مضامین کی وجہ سے عورتوں کے لغو خیالات کو دور کر کے ان میں صحیح اسلامی رُوح پھونکی جاتی ہے۔ معاشرتی مضامین کے ذریعہ سے زندگی کو آرام سے بسر کرنے کے گُر بتائے جاتے ہیں جو کہ ہر لڑکی اور ہر عورت کو جاننے ضروری ہیں۔

سوم یہ کہ جماعت کی اہلِ علم خواتین کے مضمون پڑھ کر دل کو خوشی ہوتی ہے کہ ہم میں ایسی بہنیں موجود ہیں جو اسلام کو صحیح رنگ میں دنیا میں پھیلا سکتی ہیں۔ علاوہ اس کے اپنے دل میں بھی مضمون وغیرہ لکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح اگر ایک طرف خدمت دین ہوتی ہے۔ تو دوسری طرف اپنی علمی ترقی بھی ہوتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چہارم۔ اس کے ذریعہ ہم اپنی بہنوں کے خیالات سے واقف ہو جاتی ہیں۔ اور پھر دل میں شوق پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے فائدہ مند مضمون لکھنے والی بہنوں سے ملاقات کریں اور ملاقات کے ذریعہ تعلقات وسیع ہوتے ہیں۔ پیار و محبت کی بنا ڈالی جاتی ہے۔ ہمدردی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

پنجم۔ اس میں ایک لڑکی کو حقیقی احمدی لڑکی بننے کی ترغیب دیجاتی ہے۔ ایک احمدی ماں کو حقیقی احمدی ماں بنانے کی سعی ہوتی ہے۔ ایک احمدی بیوی کو اصلی احمدی بیوی بنایا جاتا ہے۔ غرضیکہ اس میں ہر قسم کے فوائد ہیں۔ مذہبی مضمونوں سے مذہب کا علم ہوتا ہے۔ اصلاحی مضمونوں سے فرقہ اناث کی اصلاح کی جاتی ہے۔ معاشرتی مضمونوں سے زندگی کو اعلیٰ طریق پر بسر کرنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں۔ اور خواتین میں علم سیکھنے کا شوق پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ صرف چند موٹے موٹے فائدے اس کے میں نے بیان کئے ہیں۔ اگر تفصیل کے ساتھ اس کے فوائد بیان کروں تو گھنٹے درکار ہیں۔ اس کے ان فوائد کے پیش نظر میں تمہیں اس کی خریداری کی دعوت دیتی ہوں۔

صغرا۔ اچھا میں آپکی دعوت قبول کرتی ہوں چھ ماہ کیلئے مصباح میرے نام لگوا دیجئے۔

زہرہ۔ بہت بہتر آپ نے اس کی خریداری تو منظور کی لیکن اس کے فوائد بھی نتیجہ خیز ہوں گے۔ جب آپ اسے غور سے پڑھکر اس کے مضمونوں پر عامل ہوں گی۔

صغرا۔ اچھا کوشش کروں گی تاکہ تم بھی خوش ہو جاؤ۔ اور میں اس کے فوائد بھی دیکھ لوں۔ (چھ ماہ گذرنے کے بعد)

صغرا۔ زہرہ تم نے مصباح کے متعلق جو کچھ کہا تھا میں نے اسے صحیح پایا۔ اس کے اصلاحی مضامین کے طفیل میرے اندر کافی تبدیلی ہو گئی۔ کئی ایک مذہبی مسائل جو مجھے معلوم نہ تھے۔ اس کے مذہبی مضمونوں کے ذریعہ مجھے ان کا علم ہوا۔ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے مضمون پڑھنے کے بعد میرے دل میں بھی شوق پیدا ہو گیا۔ کہ میں اس میں کچھ لکھ کر بھیجوں۔ چنانچہ میں نے اب مضمون لکھنے کا مکمل ارادہ کر لیا ہے۔ میری طبیعت کی تبدیلی پر گھر والے بھی حیران ہیں۔ لیکن زہرہ اس کا اثر جبھی ہو سکتا ہے۔ جب اس کے مضامین غور سے پڑھے جائیں اور پھر ان پر عمل بھی کیا جائے۔

زہرہ۔ بے شک آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ ابھی تو چھ ماہ کے عرصہ میں اس نے تم پر اتنا اثر کیا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی ہو گا۔ مگر تمہاری اپنی ہمت بھی قابلِ داد ہے۔ کیونکہ تم نے اس کے مفید مضمون پڑھے اور پھر اس پر عامل بھی ہوئیں۔

صغرا۔ اب میں دفتر میں سال کا چندہ بھجوا دوں گی۔ اور اس کی مستقل خریدار رہوں گی۔ اور دوسروں کو بھی خریدار بناؤں گی۔

زہرہ۔ (ہنسکر) صغرا بہن یہ "پھیکا" رسالہ تھا۔

صغرا۔ مگر جبھی تک کہ میں نے اس کا مطالعہ غور سے نہ کیا تھا۔ اور نہ ہی اس پر عمل کیا تھا۔ اب تمہاری ہدایات کے مطابق اس کا مطالعہ کیا۔ تو اسے طبقۂ نسواں اور خصوصاً احمدی عورتوں اور لڑکیوں کے لئے بہت ہی مفید پایا۔ میرے خیال میں تو اس کا لعہ ہر احمدی عورت اور لڑکی کے لئے ضروری ہے۔ میں آپ کی ہمدردی کی مشکور ہوں +

(احمدی بیگم زہرہ بنت شیخ فضل حق صاحب قادیان)

ولادت:۔ ۱۳ ماہ ظہور ۱۳۱۹ ہش کو میرے بھائی شیخ ضیاء الحق صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ مصباحی بہنوں سے ملتجی ہوں کہ میرے عزیز بھتیجے کی صحت درازی عمر اور خادم دین بننے کے دعا فرمائیں ؛ (احمدی بیگم زہرہ دار البرکات قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والد مرحوم کی یاد

آہ! پیارے رفیق کی جُدائی کس قدر شاق ہوتی ہے ۔۔۔ کس قدر پُر الم ۔۔۔ کس قدر افسردہ کن ۔۔۔ !!

جُدائی ۔۔۔ ایسی جدائی کہ پھر تا قیامت ملنے کی امید نہیں ہوتی ۔۔۔ جُدائی کے صدمے سے بڑھ کر دنیا میں کوئی صدمہ نہیں۔ سچ ہے ۔۔۔ بالکل سچ ۔۔۔ !!!

پیارے والد! گو کہ آپ کو جُدا ہوئے اڑھائی برس ۔۔۔ میری بدقسمتی کے اڑھائی برس ۔۔۔ گذر چکے ہیں۔ لیکن ابھی یہ کل کا ہی واقعہ معلوم ہوتا ہے۔

آہ! جُدائی کی گھڑیاں کتنی کٹھن ہیں ۔۔۔ !!

مَوت نے آپ کے اور ہمارے درمیان تاریک پردہ ۔۔۔ حائل کر دیا ہے۔ لیکن یہ آپکی محبّت ۔۔۔ آپکی یاد ۔۔۔ اور میرے دل کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی۔

اَے موت! تو انسان کی ہزاروں مسرتوں کو برباد کر دیتی ہے۔ ہزاروں آرزوؤں کا خون ۔۔۔ کر دیتی ہے۔ انسان کی آئندہ زندگی کو نہایت صدمہ ۔۔۔ پہنچاتی ہے۔ پر ان سب صدموں سے جو عظیم ۔۔۔ صدمہ ہوتا ہے۔ وہ ہے پیارے ۔۔۔ رفیق ۔۔۔ کی جُدائی ۔۔۔ !!!

(سعیدہ ظہور الحسن فرسٹ ایئر پشاور)

مجرّب نسخہ

بجواب ہمشیرہ امتہ الرحمٰن بیگم صاحبہ عرض ہے کہ آپ ہندوستانی دواخانہ دہلی کا تیار کردہ روغن موم استعمال کریں۔ یہ دردوں کے لئے بڑا مفید ثابت ہوا ہے۔ مطلوبہ خاتون صاحبہ بھی اگر اس کا استعمال کریں تو بہتر ہے۔

مشہور دائی مائی بیگم کے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ

مصوّرین رجسٹرڈ

یعنی

اکسیر سیلانُ الرّحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام جسمانی صحت کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اُن کی بہت سی شکائتوں کو رفع کر دیتی ہے مثلاً سیلان الرحم جریان الرحم لیکوریا یعنی سفید یا زرد رطوبت کا خارج ہونا جس کی وجہ سے عورتیں بہت کمزور ہو جاتی ہیں۔ کمر میں درد رہتا ہے۔ اور آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور صرف دو ہفتہ دوا کا استعمال اس نامراد بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتی ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر ہر ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد اس دوا کو دو ہفتہ تک استعمال کرے تو اس کی تمام خرابیاں جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عموماً ہو جایا کرتی ہیں رفع ہو جاتی ہیں اور دوشیزگی کی مکمل کیفیت اس دوا سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اندرونی کیفیت میں بالکل نیا تغیّر پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا کی قدرت ہے دوا میں عجیب تاثیر دکھائی ہے زیادہ تعریف مانع اخلاق ہے۔ عقلمند را اشارہ کافی است۔ ایام حمل میں جنین کی محافظ اور خون کو بند کرتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ قیمت پندرہ دن کی دوائی صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

نوٹ:۔ عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض کا علاج مفصل حالات آنے پر نہایت غور سے کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صرف عورتیں ہی خط و کتابت کریں۔ جو کہ بالکل پوشیدہ رکھی جاتی ہے

جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

دوائی ملنے اور خط و کتابت کا پتہ

138

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکیہ کیلئے چند موزوں اشعار

مصباحی بہنوں کیلئے تکیہ کے غلافوں پر نکالنے کیلئے مَیں چند شعر پیش کرتی ہوں - ان میں سے جو پسند آئیں انہیں صفائی سے لکھوا کر کاڑھیئے:۔

تکیہ پہ سر کو رکھیئے تو پھر سیرِ باغ ہو (۱) پھولوں کی بُو سے خوب معطر دماغ ہو
وہیں نیند آگئی جس وقت رکھا زیرِ سر تکیہ (۲) نہ ہو کیوں خواب راحت کے لئے مدِّ نظر تکیہ
تمام عمر الٰہی یہ سازگار رہے (۳) ہمارے ہاتھ کا تکیہ بھی یادگار رہے
پھول پتّی سے منوّر ہے ہمارا تکیہ (۴) کیوں نہ مرغوب ہو ہم کو یہ ہمارا تکیہ
یا الٰہی نرم تکیہ باعثِ عشرت رہے (۵) سونے والا سو رہا ہے جاگتی قسمت رہے
تکیہ سے سر اٹھاؤ عبادت کا وقت ہے (۶) نورِ سحر ہے اور یہ محنت کا وقت ہے
غمِ دنیا سے کر دیتا ہے کتنا بےخبر تکیہ (۷) ہمیں نیند آگئی جس وقت رکھا زیرِ سر تکیہ

(ماخوذ) (مرسلہ امۃ الرحمٰن رقیہ بیگم قادیان)

وصیتیں

ملف نمبر ۵۶۶۷ منکہ نصرت آرا زوجہ چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ قوم جٹ عمر ۱۸ سال بیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ طلائی زیورات جنکی کل قیمت -/۵۰۰ روپے ہے (۲) مبلغ ایکہزار روپیہ حق مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمہ ہے مَیں اسکے پانچویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کیوقت اسکے علاوہ جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامۃ: نصرت آرا بقلم خود حسن منزل قادیان دار الفضل۔
گواہ شد: شریف احمد باجوہ حسن منزل قادیان۔
گواہ شد: غلام حسن سفید پوش حسن منزل دار الفضل قادیان۔

نمبر ۵۶۱۶ منکہ ممتاز بیگم بنت محمد صادق قوم راجپوت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم شہادت ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ مجھے نصرت گرلز ہائی سکول سے مبلغ پچیس روپے ماہوار بطور تنخواہ کے ملتے ہیں۔ مَیں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں جو کہ انشاء اللہ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کمی بیشی کی صورت میں اطلاع دی جائے گی۔

الامۃ: ممتاز بیگم بقلم خود۔
گواہ شد: علی محمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ لاہور چھاؤنی۔
گواہ شد: محمد صادق والد موصیہ سٹور کیپر ایم۔ ای۔ ایس لاہور چھاؤنی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قمیص کے گھیرے کی بیل ۔ تلگے یا سلمہ ستارے کے کام سے بہت دیدہ زیب معلوم ہوگی ۔

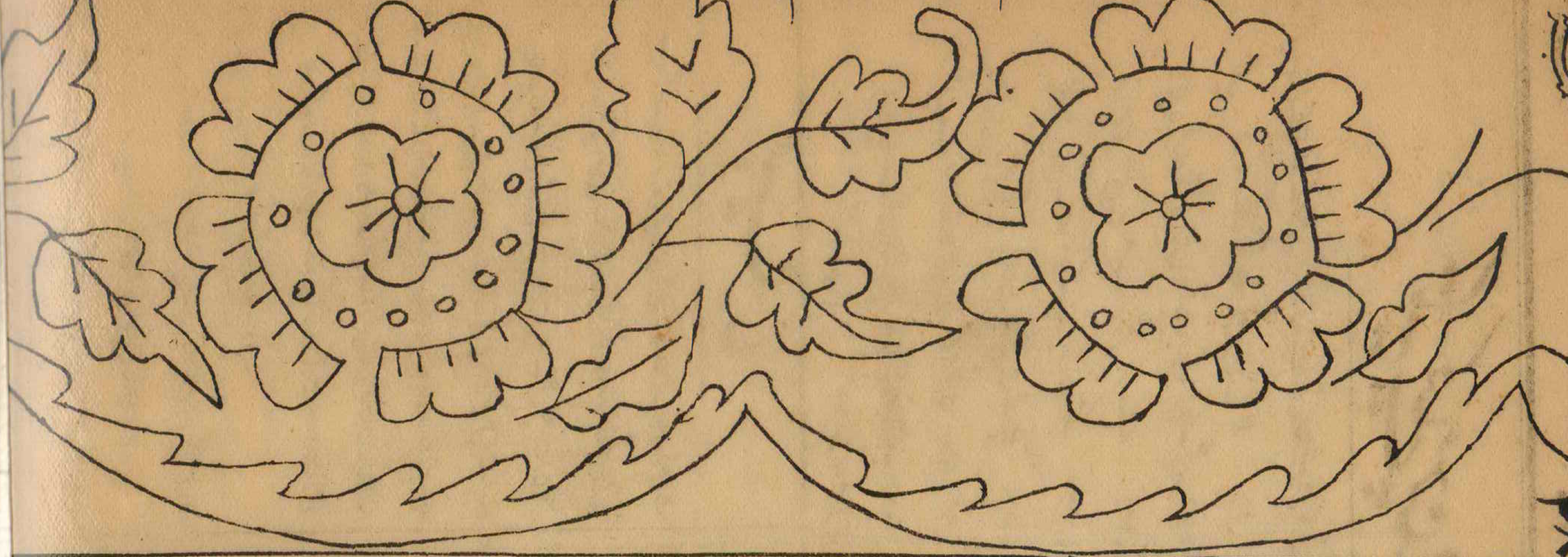

میز پوش کی خوبصورت بیل ۔ حسب منشاء رنگ لگانے سے بہت بھلی معلوم ہوگی ۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ۔